ہفت روزہ

# خدام الدین لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۷ / محرم الحرام ۱۳۸۶ھ
۲۰ / مئی ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ وَلَا یَجْتَمِعُ عَلٰی عَبْدٍ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ؛

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا کے خوف اور خشیۃ سے رویا، وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ دودھ نکال لینے کے بعد پھر دودھ تھن میں لوٹ جاتے اور خدا کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ (یعنی جو اس غبار میں آلودہ ہو چکا ہے وہ اس دھوئیں سے آلودہ نہ ہوگا) ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

---

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "عَیْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ دو آنکھیں ایسی ہیں کہ ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں رات بھر پہرہ دیا ہو۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

---

عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ جَهَّزَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِیًا فِیْ اَهْلِهٖ بِخَیْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ : حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستہ میں غازی کو سامان (جہاد) دیا تو وہ بھی غازی ہے اور جس نے غازی کے اہل و عیال کی اس کے پیچھے خبر گیری کی تو وہ بھی غازی ہے (یعنی ان کے ثواب میں شامل ہے) بخاری و مسلم

---

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَنِیْحَةُ خَادِمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ :- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام صدقات میں بہتر صدقہ اللہ کے راستہ میں سایہ کے لئے ایک خیمہ دینا اور ایک خادم اللہ کے راستہ میں (جہاد کرنے والے کو) دینا اور ایک نوجوان اونٹنی اللہ کے راستہ میں (مجاہد) کو دینا ہے۔ ترمذی نے اس روایت کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

---

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فَتًی مِنْ اَسْلَمَ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْغَزْوَ وَلَیْسَ مَعِیْ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ قَالَ "اِیْتِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ قَدْ کَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ"، فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ: اَعْطِنِی الَّذِیْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ قَالَ: یَا فُلَانَةُ اَعْطِیْهِ الَّذِیْ کُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ وَلَا تَحْبِسِیْنَ مِنْهُ شَیْئًا فَوَاللّٰهِ لَا تَحْبِسِیْ مِنْهُ شَیْئًا فَیُبَارَكَ لَكِ فِیْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جہاد کو جانا چاہتا ہوں مگر میرے پاس سامان نہیں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم فلاں شخص کے پاس جاؤ اس نے (جہاد پر جانے کی) تیاری کی تھی مگر بیمار ہو گیا۔ حسب الحکم وہ نوجوان وہاں گیا اور جا کر کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو کچھ جہاد کا سامان تم نے تیار کیا ہے وہ مجھے دے دو۔ اس نے (اپنی بیوی سے) کہا۔ اے فلانہ! جو کچھ میں نے سامان تیار کیا تھا وہ اس کو دے دے اور اس میں سے کوئی چیز بچا کر نہ رکھنا کیونکہ خدا کی قسم نہیں روکے گی تو اس میں سے کوئی چیز، مگر یہ کہ اس میں تجھ کو برکت عطا نہ کی جائے گی۔ (مسلم)

---

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلٰی بَنِیْ لَحْیَانَ فَقَالَ: "لِیَنْبَعِثْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَیْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ لِیَخْرُجْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ رَجُلٌ" ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ "اَیُّکُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ بِخَیْرٍ کَانَ لَهٗ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ ؛

ترجمہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ (جہاد کے لئے) قبیلہ بنی لحیان کی طرف روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی (جہاد کے لئے) جائے، اور ثواب ان دونوں کو ملے گا (مسلم) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے نکلے۔ پھر گھر پر رہنے والے سے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی جہاد پر جانے والے کے پیچھے اس کے اہل و عیال اور مال کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا اس کو مجاہد کے ثواب کا نصف حصہ ملے گا۔

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۰ مئی ۱۹۶۶ء | شمارہ ۱


# ہم کیا چاہتے ہیں اور کیوں چاہتے ہیں؟

غازی خدا بخش

ہم بفضلِ ایزدی مسلمان ہیں اور مسلمان دردناک عذاب سے نجات چاہتا ہے۔ اس کے لئے اللہ جل شانہٗ ایک ہی راہ بتاتا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ اگر ہمیں کچھ علم ہے تو یہ راہ ہمارے لئے بہتر راہ ہے۔

پھر ہم یہ اس لئے بھی چاہتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایک سودا کر رکھا ہے کہ جنت کے بدلہ میں ہم اپنی جان اور مال کو قربان کر دیں گے۔ ہم اللہ کی راہ میں لڑیں گے، قتل کریں گے بھی اور قتل ہوں گے بھی۔ ہمارے لئے یہ دونوں کام مفید ہوں گے قتل ہوں گے تو ہمیں کوئی مردہ نہ کہے گا۔ بلکہ ہم زندہ ہوں گے اگرچہ دوسرے اسے نہ سمجھتے ہوں۔ ہم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہیں۔ اور اس کا بھی ایک ہی راستہ ہے۔ کہ ہم اللہ کی راہ میں صف باندھ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح لڑیں۔

ہم اس لئے بھی لڑنا چاہتے ہیں کہ کشمیر میں ہمارے مسلمان بھائی ہیں — بھارت فوجی طاقت کے ذریعے ان پر تشدّد کر رہا ہے۔ کشت و خون کا بازار وہاں گرم ہے۔ بعض کے گھر جلا کر انہیں آزاد کشمیر کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھارت اپنی فوجیں پھر سے سرحدات پر جمع کر رہا ہے۔ لہٰذا اس کا ایک ہی علاج ہے کہ ہم اس کے مقابلے میں سینہ سپر ہو جائیں۔ اور اسے مزید موقع نہ دیں۔

کتاب اللہ کی روشنی کے بعد ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے کہ جہاد قیامت جاری رہے گا۔ حق و باطل کی چپقلش ہمیشہ رہے گی۔ حق باطل پر غالب آئے گا۔ ہمیں خداوند قدوس پر پورا پورا بھروسہ کرنا چاہیے۔ چونکہ ہم حق پر ہیں۔ اس لئے وہ ہماری مدد کرے گا۔ جبکہ قبل ازیں اس نے کی۔ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ ہم اسوۂ حسینؓ پر عمل کریں۔ اور یہ ثابت کر دیں کہ ؎

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

؎

حافظ صبور باش کہ در راہِ عاشقی
ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمی رسد

معشوق حقیقی تک پہنچنا چاہتے ہیں تو اس کی یہی راہ ہے کہ اس کی راہ میں جان پیش کریں۔

سچی بات ہے کہ ہم اسلامی اتحاد بھی اسی لئے چاہتے ہیں۔ کہ ہم اسلام کو سربلند دیکھنا چاہتے ہیں۔ صدر ایوب خاں نے اپنی ماہانہ تقریر میں یہ بات پتے کی کہی ہے کہ اگر ہم اسلامی بلاک بنانے میں کامیاب ہو گئے تو ہم ہر غیر اسلامی طاقت کا مقابلہ کر سکیں گے۔

بے شک ہم پاکستانی عوام ہیں۔ انشاء اللہ ہم کشمیر کو بھارتی چنگل سے آزاد کرا کے ہی دم لیں گے۔ ہم جلسے اور جلوسوں پر ہی اکتفا نہ کریں۔ مظاہروں کا وقت گزر چکا ہے۔ ہمیں میدانِ عمل کی طرف قدم اٹھانا چاہیے۔

ہم امن کے خواہاں ہیں اور کشمیری عوام کو حق خود ارادیت دئے بغیر برصغیر میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ ہم جہاد امن قائم کرنے کے لئے چاہتے ہیں۔ اس کے بغیر ہمارے لئے کوئی چارہ نہیں۔ ہم نے کافی عرصہ اقوام متحدہ پر بھروسہ کیا۔ چنانچہ ہم نے کافی وقت ضائع کیا۔ اگر آج مزید وقت ضائع کئے بغیر ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا تو اللہ تعالےٰ ہمیں فتح نصیب کرے گا — آج بھارت امریکہ کی شہ پر اچھل رہا ہے۔ اگر ہم نے اپنی دور از کار مصلحتوں سے بے نیاز ہو کر قدم بڑھایا تو بھارت کا سامراج انشاء اللہ ختم ہو جائے گا۔ ورنہ پاکستان کے لئے یہ مستقل خطرہ بنا رہے گا۔

تازہ ترین خبروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں مکمل ہڑتال ہے۔ سرینگر میں مسلح پولیس گشت کر رہی ہے۔ اس کا واحد حل وہی ہے جو ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اور وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ حریت پسندوں کی وسیع پیمانے پر گرفتاریاں بند ہو جائیں گی۔

کشمیریوں کو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے یہ کچھ قربان کرنا پڑے گا — اپنے اعزہ و اقارب کی اسی طرح قربانی دینی پڑے گی۔ جس طرح ہمارے اسلاف نے راہِ حق میں قربانیاں دیں۔ شیر خوار بچے تک کی قربانی دی۔ کسی کا باپ شہید ہوا تو کسی کا بیٹا، کسی کا بھائی شہید ہوا تو کسی کی بیوی۔ غرضیکہ برادری کی برادری شہید ہوئی — لیکن قدم راہِ حق سے پیچھے نہ ہٹے۔ مال اللہ کی راہ میں لٹائے۔ نہ کسی کی تجارت باقی رہی اور نہ کسی محل باقی ہے۔ باقی رہا تو اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام رہا۔ اور جہاد فی سبیل اللہ کام آیا۔ ہم نے بھی آج مندرجہ بالا چیزوں کو پیارا بنایا تو ہمیں اللہ کے عذاب کا منتظر رہنا چاہیے۔ ہم خواہ کتنے ہی نیک کام میں مصروف ہوں جب جہاد کا نقارہ بجے تو سب کچھ چھوڑ کر اس کی طرف لبیک کہیں۔ جہاد کا درجہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے بڑا درجہ ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ ورنہ ؎

جاں بجاناں دہ وگرنہ از تو بستاند اجل
خود تو منصف باش حافظ ایں نکو یا آں نکو

## ایجنٹ حضرات!

اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ ہفت روزہ "خدام الدین" ایک دینی پرچہ ہے اس کی رقم روکنے سے وہ دین کی تبلیغ میں رکاوٹ پیدا کریں گے۔ جس سے نہ ان کی دنیا سدھرے گی اور نہ عاقبت سنورے گی — خدارا اس تبلیغی کام میں رکاوٹ نہ بنیں اور اپنا اپنا حساب بیباک کریں۔ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا اور ان کے کاروبار میں برکت دے۔

(مینجر)




۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ بمطابق ۵ مئی ۱۹۶۶ء

# اطمینان و سکونِ قلب

## صرف اللہ کے ذکر سے نصیب ہوتا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ: خالد سلیم

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسمِ اللہ الرحمٰن الرحیم:-

یَآاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝

(سورۂ فجر)

ترجمہ: اے اطمینان والی روح —! اپنے رب کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں شامل ہو۔ اور میری جنت میں داخل ہو۔

یہ آیت کریمہ تتمہ ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کا۔ خبردار! دلوں کا چین اور سکون اللہ کے ذکر سے ہے۔

دنیا میں انسان اطمینان و سکون کی تلاش میں بھاگ دوڑ کرتا ہے چین حاصل کرنے کے لئے مختلف طریقے اختیار کرتا ہے۔ کوئی دولت کی کثرت میں چین و اطمینان خیال کرتا ہے، کوئی اولاد کو اطمینان قلب کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ کوئی کاروبار کے وسیع ہونے کو سکون قلب خیال کرتا ہے اور کوئی دنیا میں اونچا عہدہ حاصل کرنے کو اطمینان و سکونِ قلب کے لئے کافی سمجھتا ہے — غرض ہر ایک انسان کے ذہن و خیال میں اطمینانِ قلب اور سکون و چین حاصل کرنے کے الگ الگ طریقے ہیں۔

لیکن اللہ تعالےٰ جو خالقِ کائنات ہیں۔ فرماتے ہیں کہ خبردار! خوب سمجھ لو کہ سکون و اطمینانِ قلب صرف اور صرف اللہ کے ذکر میں ہے۔ جتنا کوئی زیادہ اللہ کی یاد کرے گا اس کے احکامات کی فرمانبرداری کریگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقشِ قدم پر چلے گا اتنا ہی زیادہ وہ دنیا میں مطمئن اور چین و سکون کی زندگی بسر کرے گا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ کوئی دنیا میں کروڑپتی ہو۔ بیوی اس کی ایم اے ہو اور اولاد اس کی ایم۔ اے، بی، اے ہو لیکن اگر اس کے گھر میں وضو کرنے کے لئے لوٹا نہیں اور نماز پڑھنے کے لئے چٹائی نہیں۔ تو آپ اس کے دوست بن جائیں۔ اور آپ کی بیوی اس کی بیوی کی سہیلی بن جائے اور پھر ان کے اندرونی حالات کا پتہ لگائیں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ چھلنی میں چھید کم ہوں گے مگر ان کے دلوں میں غموں کے چھید زیادہ ہوں گے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کا کلام جھوٹا ہے (توبہ نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کا فرمان بالکل برحق ہے — اور لوگوں کا اس پر عمل ہے۔ آپ تاریخ دیکھیں صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین کس اطمینان و چین کی زندگی بسر کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ خلق خدا کے سچے خدمت گذار تھے۔ رات کو بھیس بدل کر اپنی رعایا کے حالات کا پتہ لگاتے تھے کہ کوئی تکلیف میں تو نہیں ہے — ایک مرتبہ ایک مکان سے بچوں کے رونے کی آواز آئی۔ یہ معلوم ہونے پر کہ ان کے لئے کچھ کھانے پینے کے لئے نہیں ہے فوراً بیت المال سے آٹے کی بوری اور ایندھن لائے اور خود آگ جلائی اور ان کے کھانے پینے کے لئے انتظام کیا اور اس عورت کو کہا کہ کل دربار میں آنا۔ میں حضرت عمرؓ سے بچوں کو وظیفہ دلوا دوں گا۔ اس عورت کے سامنے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا — حضرت عمرؓ جب آٹے کی بوری اٹھا کر جا رہے تھے آپ کے ایک غلام نے آگے بڑھ کر کہا۔ کہ حضرت! لاؤ میں اٹھالوں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ کیا تم قیامت کے دن میرا بوجھ اٹھاؤ گے۔ جو دنیا میں میرا بوجھ اٹھانے کے لئے کہتے ہو! اور حضرت خود ہی بوری اٹھا کر لے گئے۔

ایک طرف حضرت عمرؓ کی خلقِ خدا کی اتنی دیکھ بھال اور خدمت گزاری اور دوسری طرف عبادت و یادالٰہی کی کثرت اور اللہ کے دربار میں گناہوں کی معافی کے لئے گڑگڑانا ان کا حال بن گیا تھا۔ ایک مرتبہ شاہ روم کا ایلچی بڑے تحائف لے کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا — کیا دیکھتا ہے کہ حضرت عمرؓ ایک درخت کے نیچے فرشِ خاک پر آرام فرما ہیں حیران ہو گیا۔ اس کا حیران ہونا ٹھیک تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے حکمران کو اس طرح چین و سکون کی نیند سوتے نہیں دیکھا تھا — حضرت عمرؓ خلقِ خدا کے آرام کا خیال رکھتے تھے۔ اس لئے وہ خود سکون و چین کی نیند سوتے تھے — جو حاکم اپنی رعایا کا خیال نہیں رکھے گا، ان کو دکھ تکلیف پہنچائے گا وہ کبھی چین و سکون کی زندگی نہیں بسر کرے گا۔ اس کو چین و اطمینان سے سونا کبھی نصیب نہ ہوگا۔

حضرت مولانا حبیب اللہ مدظلہٗ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ عرب کے جو پہلے حکمران تھے ان کو رات کو چین سے سونا نصیب نہ ہوتا تھا۔ بظاہر وہ ایک حاکم تھے۔ خانہ کعبہ کے خادم اور دنیا میں ان کی عزت تھی۔ لیکن ان کے رشتے دار تک دشمن تھے۔ رات کو کئی کمرے بدل کر سوتے تھے کبھی کبھی تو غسل خانے میں سو جاتے۔

اللہ کے ذکر کے سوا سکون و چینِ قلب دنیا کی کسی چیز اور نعمت میں نہیں ہے۔

آج ہمارے حکمران قیصر و کسریٰ کی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ ان کا طریقہ صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر نہیں۔ اس لئے بے چین ہیں، پریشان ہیں۔ اور چونکہ ہم بھی اپنے حکمرانوں کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ اس لئے ہم بھی پریشان و بے چین ہیں۔ اگر ہم چین و سکون کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو قرآن و سنت کی تعلیم حاصل کریں، رزقِ حلال کمائیں۔ حلال خورد و نوش رکھیں۔ اپنے فرائض کو ادا کریں۔ ذکر اللہ کی کثرت کریں۔ بے دین لوگوں چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلیں۔ اگر ہمارے حکمران چین و سکون اور آرام کی نیند سونا چاہتے ہیں تو وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقہ پر حکومت کریں۔

(باقی صفحہ [illegible])




۲۰ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۳ رمئی ۱۹۶۶ء

# اصحابِ تقویٰ کی صفات

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

ارشادِ باری تعالےٰ ہے :۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اللہ کا ڈر رکھنے والے (پرہیزگاروں) کے لئے ہدایت ہے ــ جو لوگ بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا۔ اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ وہی لوگ اپنے رب کے راستے پر ہیں۔ اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

قرآن عزیز نے اس مقام پر اصحابِ تقویٰ کی سات صفات گنوائی ہیں۔ جو شخص ان اوصاف کا حامل ہوگا متقی کہلائے گا دنیا میں بھی فلاح پائے گا، روزِ آخرت میں اُسے پورا پورا صلہ مل کر رہے گا۔

## پہلی صفت

ان کا ضمیر زندہ ہوتا ہے، ان کے دلوں میں خوفِ خدا کی جگہ ہوتی ہے۔ (المتقین) ظاہر ہے۔ دلوں کی زندہ زمینوں میں ہی نیکیوں کی آبیاری اور اعمال صالحہ کی کاشت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید ان لوگوں کے لئے دستور ہدایت ہے۔ جو نہایت

اٹھانا چاہیں۔

## دوسری صفت

ان کا اعتقاد اس مادی دنیا سے پرے ایک عالم غیب پر ہوتا ہے۔

(يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ)

قرآنی ہدایت کا پہلا اثر متقین یا اصحاب تقویٰ پر ہوگا کہ وہ ایسی چیزوں پر بن دیکھے ایمان لاتے ہیں جن کا وجود ظاہری حواس سے بلند ہو۔ ایمان کے بغیر دل میں بے چینی اور بے قراری ہی رہتی ہے۔ شک ایمان کی ضد ہے۔ اگر دل میں ایمان نہ ہو۔ تو شک، تردّد اور وہم وگمان دل میں جگہ بنا لیتے ہیں ــ ایمان دار سخت سے سخت آزمائش اور کٹھن سے کٹھن مرحلے میں کبھی جی نہیں ہارتا۔ کیونکہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ وہ ایک بڑا سہارا اور مضبوط آسرا رکھتا ہے۔

عالم غیب کا یہ عقیدہ دین کا مغز اور ایمان کی روح ہے اور دراصل ماننا بھی غیب ہی کا ماننا ہے۔ کسی شئے کو اگر دیکھ کر مانا جائے تو یہ ماننا تو محض آنکھوں سے دیکھ کر کسی شے کا اعتبار یا اقرار کرنا ہے اور اس طرح آنکھوں کے دیکھنے پر یقین ہوتا ہے۔ وحی الٰہی اور زبان نبوّت پر اعتبار نہیں ہوتا۔ بن دیکھے کلامِ خداوندی اور زبانِ نبوّت پر ایمان و یقین ہونے کا بہت بڑا اجر بارگاہِ خداوندی میں ہے۔

## صحابیؓ کا واقعہ

ایک صحابیؓ جنگ احد میں انگور کا خوشہ ہاتھ میں لئے انگور کھا رہے تھے خیال یہ تھا کہ انگور کھا کر اور طاقت

انہوں نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ شہادت کا ثمرہ جنت علیا ہے۔ یہ سن کر انہوں نے انگوروں کی طرف دیکھا۔ پھر کہا کہ ان کے ختم کرنے میں تو دیر لگے گی۔ میں جنت کے لئے اتنی تاخیر (دیر) کیوں کروں۔ یہ کہہ کر انگور وہیں پھینک دئے میدانِ جہاد میں پہنچے۔ بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ اور بزم گاہِ رضوان کو سدھارے۔ سچ ہے ایمان بالیقین شکوک اوہام کے حجاب چاک کرکے چہرۂ حقیقت کو بے نقاب کر دیتا ہے۔ اور رویتِ ایمانی کا درجہ بصارت عینی سے بالاتر پہنچ جاتا ہے۔

ہمیں بھی چاہئے کہ ہم غیب کی تمام حقیقتوں پر ایمان لے آئیں۔ اور اللہ جلشانہ کے کل احکام جو سیدالرسل امام الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہم تک پہنچے ہیں۔ ان کو بلا چون وچرا تسلیم کرلیں۔

## تیسری صفت

ان کے تعلق مع اللہ کا ظہور یوں ہوتا ہے کہ یہ نماز پڑھتے رہتے ہیں اور نماز کا حق ادا کرتے رہتے ہیں۔

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

ایمان بالغیب کے بعد سب سے بڑی چیز پابندیٔ نماز ہے۔ نماز، خدا کے آگے جھکنے، اپنی بندگی کا اظہار کرنے، اللہ تعالےٰ سے گہرا تعلق پیدا کرنے اور امت مسلمہ کے تمام لوگوں میں تنظم پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز بدنی عبادتوں میں سب سے اعلیٰ ہے۔ نماز ہی اعمال میں سب سے پہلے فرض ہوتی ہے۔ اور سب سے اخیر تک فرض رہتی ہے۔ نماز ہی کی بابت سب سے پہلے سوال بروزِ محشر ہوگا ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز ترکِ نماز ہے۔ ایک اور حدیث ہے۔ اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ مَنْ اَقَامَهَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّيْنَ مَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّيْنَ۔ نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا۔ جس نے نماز کو ترک کیا اس نے دین کو گرا دیا۔

برادرانِ محترم: دراصل نماز ہی ہر انسان کو دربارِ الٰہی میں حاضر ہو سکنے

رب میں سرگوشی و ہمکلامی کا راز کھول دیتی ہے۔ اور نماز ہی کمالِ عبودیت ہے۔ اسی لئے رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کے لئے نماز کو معراج اور حالتِ سجدہ کو بندہ کا بارگاہِ سبحانی سے قریب تر ہونا فرمایا ہے۔ اب وہ شخص بدقسمت ہی ہوگا جو اس بلند مرتبہ پر پہنچنا پسند نہ کرے

## چوتھی صفت

اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اللہ کی مخلوق پر صرف کرتے ہیں۔ (مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ)

اللہ کے ہاں سے انہیں جو بھی ظاہری و معنوی نعمتیں عطا ہوئی ہیں۔ انہیں وہ اللہ ہی کے دین پر حق کی راہ میں صرف کرتے ہیں۔ اللہ کی مخالفت، عدوان و عصیان میں صرف نہیں کرتے۔ اللہ کی راہ میں مال صرف کرنا بڑی قربانی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جسمانی عبادت تو کرتے ہیں۔ مگر مال خرچ کرنے کا نام نہیں لیتے۔ اس قسم کا بخل دنیا و آخرت دونوں جہان میں نقصان دہ ہے

عبادات تین قسم کی ہیں۔ قلبی، بدنی اور مالی —— یہاں تک تینوں عبادات کا ذکر کر دیا گیا۔ ایمان بالغیب قلب کا فعل ہے نماز بدنی عبادت ہے۔ اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی راہ میں خرچ کرنا مالی عبادت ہے۔

## پانچویں صفت

یہ رسول کے رسول برحق اور بہترین معلم و ہادی ہونے اور قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔

يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ

انبیاء تمام برحق ہیں۔ اور ان کی طرف جو صحائف یا کتب سماوی نازل ہوئیں وہ بھی سچی اور قابلِ احترام ہیں۔ لیکن اطاعت صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن عزیز کی کرنا لازم ہوگی۔ وہی انسان کامیاب و کامران ہو سکتا اور متقی کہلا سکتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو۔

## چھٹی صفت

پورے سلسلۂ وحی اور نظامِ ربوبیت نبوت کی تصدیق کرتے رہتے ہیں۔

وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

وحی آسمانی کا سلسلہ اتنا ہی پرانا ہے جتنی کہ انسانیت کی عمر — متقین کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کریں بلکہ تمام انبیاء سابقین کی بھی تصدیق کریں، اتباع صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کریں۔

یہاں ایک بات غور طلب ہے کہ صرف کتب سابقہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر کوئی کتاب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نازل ہونے والی ہوتی تو ضرور اس کا تذکرہ کیا جاتا۔ معلوم ہوا۔ سلسلہ کتب آسمانی اور سلسلہ نبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قطعی ختم ہے۔ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی کتاب خداوند قدوس کی طرف سے نازل ہوگی —— پہلے نبیوں اور ان کی کتابوں پہ ایمان لانے سے مراد صرف یہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی آئے وہ سب خدا کے بھیجے ہوئے تھے۔ اور وہ اپنے اپنے زمانہ میں مناسب وقت تعلیم دیتے رہے۔

## ساتویں صفت

ان کا کامل اعتقاد یوم جزا یا روزِ آخرت پر رہتا ہے۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ

یہ دنیا دار العمل ہے اور اس کے بعد آنے والی زندگی دار الجزا ہے — دنیا کی زندگی کے بعد عمل کی مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ اور آخرت کی زندگی میں ہمارے ایک ایک کام کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اس غرض سے کہ انسان کا کوئی عمل بھی بے نتیجہ نہ رہ جائے۔ اللہ جل شانہٗ نے ایک ایسا دن مقرر کر دیا جس روز ہر انسان اور ہر قوم کو اپنے ہر عمل کا پورا پورا بدلہ ملے گا چنانچہ عالمِ آخرت کا اس دنیا سے گہرا تعلق ہے۔ وہ زندگی ہمارے دنیوی کاموں کا ہی نتیجہ ہوگی۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو ہم یہاں بوئیں گے وہی وہاں کاٹیں گے۔ اگر اس دنیا میں یہ دستور ہے کہ ہم جو بوئیں تو جو ہی کاٹتے ہیں۔ آم کا بیج ڈالیں تو آم کا پودا ہی اگتا ہے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ مکئی کا بیج بونے سے گندم اگ آئے۔ تو یہ بھی ناممکن ہے کہ اس دنیا میں ہم بدی کا بیج بوئیں اور آخرت میں نیکی کا پھل کھائیں —— جو کریں گے سو بھریں گے ——

اسی لئے کسی نے کہا ہے ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

چنانچہ اسی لئے متقی لوگوں کی یہ صفت ہے کہ وہ ہر کام کرنے سے پیشتر یہ اطمینان حاصل کر لیتے ہیں کہ وہ عاقبت اور انجام کے لحاظ سے آسمانی تعلیمات اور خدائی ہدایات کے خلاف تو نہیں ہے۔ اصحابِ تقویٰ کا ایمان عالمِ آخرت پر اس قدر مستحکم ہوتا ہے کہ وہ اس دنیا کی زندگی کو زندگی ہی تصور نہیں کرتے۔ ان کا دھیان ہر وقت آخرت کی طرف لگا رہتا ہے۔ وہ اس دنیا کو اپنا گھر اور رہنے سہنے کی جگہ نہیں سمجھتے —— سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:۔

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ۔ (دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جس طرح کوئی راہ چلتا ہوا مسافر ہوتا ہے)۔

## مومن کا قید خانہ

حدیث میں آیا ہے کہ:۔ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔

دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔

چونکہ متقین و مومنین کے لئے دنیا ایک قید خانہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے مومن و متقی کو اس کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ دنیا کے سب کام کرتا ہے۔ لیکن دل آخرت کے ساتھ لگا رہتا ہے

## امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضؓ کا واقعہ

جس دن امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور آپ کو اٹھا کر مکان میں لائے تو آپ نے مکان میں آکر نماز پڑھی۔ لوگ عیادت کے لئے آنے شروع ہوئے —— کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کہا۔ کہ اگر امیر المومنین اس وقت خود اپنے لئے دعا کریں تو مجھے امید ہے ان کی زندگی بڑھا دی جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المومنین کو توجہ دلائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ میری جان میرے کانوں کے قریب ہے اور ذرا ہاتھ اٹھانے سے میری زندگی میرے ہاتھ میں آجائے گی تو میں

زندگی کے لئے

اپنے کان تک ہاتھ اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوں!

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

محمد شفیع عمرالدین ۔ حیدرآباد

# اللہ تعالےٰ کے عہدوں کو نباہنا

## ہر مسلمان کی زندگی کا مقصد ہونا چاہیئے

عہد آمد در قرآن اوفو بعہدی از خدا
عشق وے را عہد بستن غیرِ وے مقصود نیست

اللہ تعالےٰ نے فرمایا :-

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَ اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ۝ (البقرہ آیت ۴۱)

ترجمہ : اور تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا ۔ اور مجھ ہی سے ڈرا کرو ۔

### حاشیہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

توریت میں یہ قرار کیا تھا کہ تم توریت کے حکم پر قائم رہو گے اور جس پیغمبر کو بھیجوں اس پر ایمان لا کر اُس کے رفیق رہو گے تو ملک شام تمہارے قبضہ میں رہے گا (بنی اسرائیل نے) اس کو قبول کر لیا تھا ۔ مگر پھر قرار پر قائم نہ رہے بد نیتی کی ۔ رشوت لے کر مسئلے غلط بتائے حق کو چھپایا ۔ اپنی ریاست جمائی پیغمبر کی اطاعت نہ کی بلکہ بعض پیغمبروں کو قتل کیا ۔ توریت میں جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تھی ۔ اس کو بدل ڈالا ۔ اس لیئے گمراہ ہوئے ——— (وایای فارھبون) یعنی منافع دنیوی کے فوت ہونے سے نہ ڈرو ۔

### سب عہد پورے کرو

اب ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سب عہدوں کا خیال رکھے اور انہیں بجا لائے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے سے ہم اللہ تعالےٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اوامر و نواہی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کا عہد کرتے ہیں ۔ اب ہمیں مسلسل اس کوشش میں لگے رہنا چاہیئے کہ عائد کردہ عہدوں سے ہمارا قدم نہ ہٹنے پائے اور سب احکام شرعیہ کی پیروی کی جائے ۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ (المائدہ ۔ آیت ۱)

ترجمہ : اے ایمان والو ! عہدوں کو پورا کرو ۔

### حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رح

**ایمان شرعی** صحیح معرفت اور تسلیم و انقیاد ۔ دو چیزوں کا نام ہے ۔ یعنی خدا اور رسولؐ کے جملہ ارشادات کو صحیح و صادق سمجھ کر تسلیم و قبول کے لئے اخلاص سے گردن جھکا دینا ۔ اس تسلیمی جزء کے لحاظ سے

**ایمان فی الحقیقت** تمام قوانین و احکام الٰہیہ کے ماننے اور جملہ حقوق ادا کرنے کا ایک مضبوط عہد و قرار ہے ۔ گویا حق تعالےٰ کی ربوبیت کاملہ کا وہ اقرار جو عہد الست کے سلسلہ میں لیا گیا تھا ۔ جس کا نمایاں اثر انسان کی فطرت اور سرشت میں آج تک موجود ہے ۔ اس کی تجدید و تشریح ایمان شرعی سے ہوتی ہے ۔ پھر ایمان شرعی میں جو کچھ اجمالی عہد و پیمان تھا اسی کی تفصیل پورے

**قرآن و سنت**

میں دکھائی گئی ہے ۔ اس صورت میں دعوائے ایمان کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ تمام احکام الٰہیہ خواہ ان کا تعلق براہِ راست خدا سے ہو یا بندوں سے ، جسمانی تربیت سے ہو یا روحانی اصلاح سے ، دنیوی مفاد سے ہو یا اُخروی فلاح سے ، صلح سے ہو یا جنگ سے ، اس کا عہد کرتا ہے کہ ہر نہج سے اپنے مالک کا وفادار رہے گا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عہد و پیمان اسلام ، جہاد ، سمع و طاعت ، یا دوسرے عمدہ خصائل اور امورِ خیر کے متعلق صحابہؓ سے بشکل بیعت لیتے تھے ۔ وہ اسی عہدِ ایمانی کی ایک محسوس صورت تھی ۔ اور چونکہ عہد کے ضمن میں بندہ کو حق تعالےٰ کے جلال و جبروت کی صحیح معرفت اور اس کی شان انصاف و انتقام اور وعدوں کی سچائی کا پورا پورا یقین بھی حاصل ہو چکا ہے ۔ اس کا مقتضا یہ ہے کہ وہ بدعہدی اور غداری کے مہلک عواقب سے ڈر کر تمام عہدوں کو جو خدا سے یا بندوں سے یا خود اپنے نفس سے کیئے ہوں اسی طرح پورے کرے کہ مالک حقیقی کی وفاداری میں کوئی فرق نہ آنے پائے ۔ اس تقریر کے موافق عقود (عہدوں) کی تفسیر میں جو مختلف چیزیں سلف سے منقول ہیں ۔ ان سب سے تطبیق ہو جاتی ہے ۔ اور آیت میں "ایمان والو" کے لفظ سے خطاب کا لطفِ مزید حاصل ہوتا ہے ۔

### حاصل

یہ نکلا کہ :-

۱۔ ایمان والوں کو سب عہدوں کے بجا لانے کا حکم ہے ۔

۲۔ عہد بجا لانے کے لیئے قرآن مجید اور اس کی عملی شرح حدیث شریف کے سب اوامر اور نواہی پر عمل کرنا ہوگا

۳۔ غداری اور بدعہدی کے مہلک انجام سے ڈرتے رہنا چاہیئے ۔

### نماز کا عہد

مثال کے طور پر نماز کو لیجئے ۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں پنجگانہ نماز قائم کرنے کا حکم ہے ۔ نماز ایک رکن ہے جس کی حفاظت نہایت ضروری امر ہے ۔ تارک نماز ایک عہد توڑنے والا ہے ۔

اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ ۔

(جامع الصغیر حضرت سیوطیؒ)

ترجمہ : ہم مسلمانوں اور منافقوں کے درمیان نماز ایک عہد ہے ۔ پس جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے کفر کیا ۔

### بدعہدی حماقت ہے

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یَفْعَلُوْنَ ۝ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَ لَیُبَیِّنَنَّ لَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ (النحل ۔ آیت ۹۱-۹۲)

ترجمہ : اور اللہ کا عہد پورا کرو ۔ جب آپس میں عہد کرو ۔ اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑو ۔ حالانکہ تم نے اللہ کو اوپر گواہ بنایا ہے ۔ بے شک

جو تم کرتے ہو۔ اور اس عورت جیسے نہ بنو جو اپنا سوت کات کر توڑ ڈالے۔ کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد کا ذریعہ بنانے لگو۔ محض اس لئے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھ جائے۔ اور اللہ تمہاری آزمائش کرتا ہے۔ اور جس چیز میں تم اختلاف کرتے ہو اللہ اسے ضرور قیامت کے دن ظاہر کر دے گا

## حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رح

اوپر کی آیت میں جن چیزوں کے کرنے یا چھوڑنے کا حکم تھا ان کے بعض افراد کو بالتخصیص بیان فرماتے ہیں۔ یعنی ایفائے عہد کی تاکید اور غدر و بدعہدی سے ممانعت کہ یہ چیز علاوہ فی نفسہ مہتم بالشان ہونے کے اس وقت مخاطبین کے بہت زیادہ مناسب حال تھی۔ جس کا مسلم قوم کے عروج و ترقی اور مستقبل کی کامیابی پر بے انتہا اثر پڑنے والا تھا۔ اسی لئے حکم دیا کہ جب خدا کا نام لے کر اور قسمیں کھا کر معاہدے کرتے ہو تو خدا کے نام پاک کی حرمت قائم رکھو۔ کسی قوم سے یا کسی شخص سے معاہدہ ہو۔ (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) مسلمان کا فرض ہے کہ اسے پورا کرے خواہ اس میں کتنی ہی مشکلات اور صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑے۔ "قول مرداں جان دارد" خصوصاً جب خدا کا نام لے کر اور حلف کر کے ایک معاہدہ کیا ہے تو سمجھنا چاہئے کہ قسم کھانا گویا خدا کو اس معاملہ کا گواہ یا ضامن بنانا ہے۔ وہ جانتا ہے جب تم اسے گواہ بنا رہے ہو۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ کہاں تک اس گواہی کا لحاظ رکھتے ہو۔ اگر تم نے خیانت اور بدعہدی کی، وہ اپنے علم محیط کے مطابق پوری سزا دے گا۔ کیونکہ تمہاری کسی قسم کی کھلی چھپی دغا بازی اس سے مخفی نہیں رہ سکتی۔

(ولا تکونوا کالتی ....) یعنی عہد باندھ کر توڑ ڈالنا ایسی حماقت ہے۔ جیسے کوئی عورت دن بھر سوت کاتے پھر کتا کتایا سوت شام کے وقت توڑ کر پارہ پارہ کر دے — چنانچہ مکہ میں ایک دیوانی عورت ایسا ہی کیا کرتی تھی مطلب یہ ہے کہ معاہدات کو کچے دھاگے کی طرح سمجھ لینا کہ جب چاہا انگلیوں کی ادنیٰ حرکت سے بے تکلف توڑ ڈالا، سخت ناعاقبت اندیشی اور دیوانگی ہے۔ بات کا ... نہ رہے تو دنیا کا نظام مختل ہو جائے

قول و قرار کی پابندی ہی سے عدل کی ترازو سیدھی رہ سکتی ہے — جو قومیں عدل و انصاف سے ہٹ کر محض اغراض و خواہشات کی پوجا کرنے لگتی ہیں۔ ان کے یہاں معاہدات صرف توڑنے کے لئے رہ جاتے ہیں۔ جہاں معاہدہ قوم کو اپنے سے کمزور دیکھا سارے معاہدات ردی کی ٹوکری میں پھینک دئے گئے۔

## عہد کی باز پرس

اللہ تعالےٰ ہر عہد اور پیمان کے بارے میں باز پرس کرے گا کہ کیوں پورا نہیں کیا گیا۔ اس باز پرس سے ڈر کر اپنا ہر عہد اگر غیر مشروع نہ ہو تو پورا کرنا چاہئے:۔

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ج اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ٥ (بنی اسرائیل ۳۴)

ترجمہ: اور عہد کو پورا کرو۔ بیشک عہد کی باز پرس ہو گی۔

## اللہ تعالےٰ کے دوست

ایفائے عہد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا چاہنا بہت بڑی چیز ہے۔ اس لئے شرعی عہدوں کو پورا کر کے اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا تمغہ حاصل کرنا چاہئے:۔

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ٥

(آل عمران آیت ۷۶)

ترجمہ: گناہ کیوں نہ ہوگا۔ جس شخص نے اپنا عہد پورا کیا اور اللہ سے ڈرا۔ تو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

## حاشیہ: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح

وعدہ کا ایفا سخت ضروری ہے کیونکہ خُلقِ امانت کے بغیر کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہود چند دنیاوی فوائد کے لئے خُلقِ امانت کو تباہ کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ کسی مذہب میں جائز نہیں کہ اخلاق تباہ ہوں۔

## ایفائے عہد کرنیوالوں کی کامیابی

دنیا میں کامیاب اور آخرت میں نجات پانے والے مومنوں کے اوصاف حمیدہ کی فہرست میں ایفائے عہد کا بھی ذکر آتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ٥ (المومنون۔ آیت ۸)

ترجمہ: اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

## جہاد کا عہد پورا کرنے والے مومن

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ لا قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ز وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ط٥ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ز صلے وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ٥ لا لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ٥ ج (الاحزاب۔ آیت ۲۲ تا ۲۴)

ترجمہ: اور جب مومنوں نے فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ وہ ہے جس کا ہم سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے وعدہ کیا تھا۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا تھا — اور اس کے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں ترقی ہو گئی۔ ایمان والوں میں ایسے بھی آدمی ہیں۔ جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا۔ پھر ان میں سے بعض تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں اور عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی — تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے۔ اور اگر اللہ چاہے تو منافقوں کو عذاب دے۔ یا ان کی توبہ قبول کرے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

## یعنی

پکے مسلمانوں نے جب دیکھا کہ کفر کی فوجیں اکٹھی ہو کر چاروں طرف سے لوٹ پڑی ہیں تو بجائے مذبذب یا پریشان ہونے کے ان کی اطاعت شعاری کا جذبہ اور ان کا یقین اللہ و رسولؐ کے وعدوں پر اور زیادہ بڑھ گیا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ وہی منظر ہے جس کی خبر اللہ و رسول نے پہلے سے دے رکھی تھی۔ اور جس کے متعلق ان کا وعدہ ہو چکا تھا۔ جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ط مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ط اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ٥ (بقرہ رکوع ۲۶)

(باقی ص ۱۲ ...)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی

# انکارِ حدیث

## درحقیقت انکارِ قرآن کی منافقانہ صورت ہے

مرسلہ:- شیخ عبدالحمید

دنیا جانتی ہے کہ اصول اسلام توحید۔ رسالت قرآن کے آفتاب عالم تاب اور اس کی عالمگیر روشنی کے سامنے جب بڑے سے بڑے منکر و مخالف کو بھی ہتھیار ڈالنے کے سوا چارہ کار نہیں رہا" اس نے تو انکار و مخالفت کی نئی نئی راہیں نکالیں۔

مشرک "بت پرستی کے اس ظلمت کدہ میں جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب توحید کے ساتھ تشریف لائے اور اس کے محیّر العقول نور نے آفاق عالم کو پھیر دیا تو مخلوق پرستی کے بڑے سے بڑے علمبردار اور اسلام کے کٹر مخالف کو بھی اس کی مجال نہ رہی کہ اصل توحید کی کھلے طور پر مخالفت کر سکے۔ اس لئے اصل توحید کو تسلیم کر کے اپنے مذہب باطل میں تاویلات کر کے اُسی کو توحید ثابت کرنے لگے۔

اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے براہین قاطعہ اور آیات بینات دنیا کے سامنے آئے اور کھلے طور پر انکار رسالت کی مجال نہ رہی تو یہود و نصاریٰ کی ایک جماعت نے یہ راہِ فرار نکالی کہ آپ کی نبوّت کو صرف عرب تک محدود کر کے خود کو اس کی پابندیوں سے آزاد کر لیا۔

ٹھیک اسی طرح قرآن حکیم کی غیر معمولی معجزانہ عظمت و شوکت کے مقابلہ سے عاجز آکر بہت سے منکر قرآن نے یہ راہ فرار نکالی کہ قرآن کو ماننے کا منافقانہ دعویٰ کریں۔

اور اس کی عائد کردہ پابندیوں سے بچنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات یعنی حدیث سے انکار کریں۔

یہ فتنہ اوّل پنجاب میں پیدا ہوا۔ چکڑالوی فرقہ اہل قرآن کے نام سے چلا مگر وہ اپنی لغویت کو دیر تک نہ چھپا سکا اور اپنی موت مرنے لگا۔ لیکن اس کا ایک جدید ایڈیشن چند مدعیان اسلام کے ہاتھوں دہلی میں پھر چلنا شروع ہوا۔ جس میں انکار حدیث پر بھی کچھ تاویلات کا پردہ ڈال کر دین اور اصول دین سے بے خبر جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے خوبصورت لباس میں پیش کیا گیا۔

یہ اپنے حسین ڈیزائن اور دل آویز پیرایہ کے ساتھ خالی الذہن طبقہ میں چل جاتا۔ مگر قسمت سے دہلی میں سو برس تک نئی تعلیم اور نئی روشنی کے رواج کے باوجود مسلمانوں کے خمیر میں اسلام کی دبی ہوئی چنگاری ابھی تک فنا نہیں ہوئی تھی۔

اسی فتنہ کا شدّت کے ساتھ مقابلہ شروع ہوا۔ اور قریب تھا کہ یہ جدید ایڈیشن بھی اپنے پنجابی بھائی کے ساتھ دفن ہو جائے۔

لیکن ان کے نصیب سے اسی عرصہ میں تقسیم ہندوستان کا انقلاب اور پاکستان کی نئی مملکت کا قیام عمل میں آیا۔ اور بدقسمتی سے زہریلے جراثیم کا عنصر پاکستان میں آ گیا۔ اور نہ صرف پاکستان آیا بلکہ حکومت پاکستان کے معزز عہدوں پر فائز ہو گیا۔ جہاں سے اس کو اپنے اثرات کے پھیلانے کے لئے وسیع میدان مل گیا۔

اور دوسری طرف یہاں آنے والے لٹے پٹے، بے کس، بے بس، مسلمان اپنی جھونپڑیوں اور بچوں کے پیٹ اور بدن کے مسائل میں اُلجھ کر ان چیزوں کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ یہ فتنہ خصوصیت سے حکومت کے دفتروں میں پھلتا پھولتا رہا۔ اور اب منظرِ عام پر آکر ایسے لوگوں کی پناہ گاہ بن گیا۔ جو خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے اور بتلائے ہوئے دین اسلام سے بیزار ہیں۔ مگر اپنے آبائی مذہب سے صاف انکار کر کے نکل جانے سے جھجکتے ہیں۔ یا اپنے کسی مفاد کی حفاظت کے لئے اپنے کو مسلمان کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔

پاکستان میں آنے کے بعد ان کی جرأت یہاں تک بڑھ گئی کہ "دو قرآن" اور "دو اسلام" کے ناموں سے کھلے طور پر اس قرآن و اسلام پر تمسخر کرتے ہیں۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ شاگرد حضرات صحابہ اور ان کے شاگرد و تابعین و آئمہ دین نے۔ نیز پونے چودہ سو برس میں پیدا ہونے والے اربوں پدموں، مسلمان عوام اور مفکرین اور حکماء و علماء نے اسلام سمجھا تھا۔ انہوں نے قرآن سے انکار کرنے کا یہ خوبصورت عنوان تراشا ہے کہ امت نے اب تک قرآن اور اسلام کا جو مفہوم سمجھا تھا۔ وہ سب غلط تھا۔ وہ سب غلط تھا۔ صحیح مفہوم وہ ہے۔ جو انگریزی دفتروں میں عمر گزارنے والے چند کلرکوں پر منکشف ہوا ہے۔ بقول مولانا اکبر آلہ آبادی۔

انہوں نے دین کب سیکھا ہے جا کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

یہود و نصاریٰ نے اپنے مذہب میں تحریف کی اور تورات و انجیل کے الفاظ تک بدل ڈالے تھے۔ ان لوگوں کو الفاظ قرآن بدل دینے کی مجال تو نہ تھی۔ اس لئے تحریف معنوی کی راہ اختیار کر لی۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن اور اسلام کا یہ منافقانہ انکار کھلے ہوئے کفر و انکار سے اشد اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ مضر ہے۔ کہ یہ مار آستین مسلمانوں کے لباس میں قرآن کا نام لے کر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ سادہ لوح مسلمان اور خصوصاً اصول اسلام اور تعلیماتِ اسلام سے ناواقف مغرب کے زہر خوردہ تعلیم یافتہ مسلمان ان کے شکار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے اسلام اور قرآن کی وہ صورت رکھی جاتی ہے۔ جو یورپ کی دہریت نوازی اور نفس پرستی کی راہ میں حائل نہ ہو۔

اسلام اور قرآن کی قبا کو کھینچ تان کر بلکہ چاک کر کے مغربی بت کے جسم ناپاک پر راست کر کے ڈٹایا جاتا ہے۔

پھر کون ہے جو اس سستے اسلام اور قرآن کا مسلمان نہ بنے۔

ازاں افیون کہ ساقی در مے افگند
حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار

مسلمانوں کے غور و نظر کے لئے ایک لمحہ فکریہ۔

اس مختصر مقالہ میں اس کی تو گنجائش نہیں کہ ان منکرین قرآن کی دسیسہ کاریوں کی تفصیلات پر کلام کیا جا سکے۔ البتہ چند مختصر مگر اہم اور نہایت صاف چیزیں پیش کی جاتی ہیں جن پر ادنیٰ توجہ سے اس فتنہ کا فریب کھل سکتا ہے۔

"قرآن مجید کی ایک اصولی اور دستوری اور بلاغت کی معیاری کتاب ہے جس کی

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

حضرت مولانا ابو سعید قادری - گلبرگ مارکیٹ لاہور

# سیرتِ عائشہ رض

حضرت عائشہ رض کی سیرت طیبہ سے اس اعتبار سے کہ آپ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی رفیقۂ حیات ہیں اور ملت اسلامیہ کی بالاتفاق اُمّ (ماں) ہیں۔ ان سے ہمارا تعلق ماں بیٹے کا سا ہے بلکہ اس اعتبار سے کہ حضورؐ کے بارے میں احادیث صحیحہ میں آتا ہے لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں محمدؐ اس کے ماں باپ اور اولاد اور تمام نوع انسانی سے زیادہ محبوب وپسندیدہ نہ ہوں —— ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے حضورؐ کا کتاب کی ہر شے سے زیادہ محبوب وپسندیدہ اور قابل احترام ذات ہیں اس بنا پر حضورؐ کی اہلیہ جو تمام مومنوں کی ماں ہیں وہ بھی تمام جہان کی ماؤں سے رُتبے میں بزرگ تر تسلیم کرنی پڑتی ہیں۔

جسطرح حضرت مریمؑ پر تہمت لگانے سے یہود بے بہبود منضوب ملعون ہو گئے اسی طرح اس دور کے منافقین ام المؤمنین حضرت صدیقہ بنت ابوبکر صدیقؓ پر تہمت لگانے سے مغضوب ملعون اور امّت محمدیہ کے یہود گردانے جاتے ہیں۔

بعض ائمہ اہل بیتؓ کے سامنے کسی ایسے شخص نے ام المومنین حضرت عائشہ رض پر طعن کیا تو فوراً انہوں نے اپنے غلام کو اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا اور فرمایا

ھذا رجلٌ طعن علی النبیؐ قال اللہ تعالیٰ الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطیبات للطیبین والطیبون والطیبات اولٰئک مبرؤن مما یقولون لھم مغفرۃ ورزق کریم۔ فان کانت عائشہ خبیثۃ فالنبیؐ خبیث (نعوذ باللہ) فھو کافر فاضربوا عنقہ فضربوا حاضر (رواہ الالکائی)

یہ شخص وہ ہے جس نے حضورؐ پر طعن کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کیلئے ہیں۔ اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں یہ لوگ مبرّا ہیں اس سے جو یہ کہتے ہیں انکے لئے بخشش ہے اور رزق کریم ہے۔ پس اگر خدانخواستہ حضرت عائشہ رض خبیث ہیں تو نبی کریمؐ بھی (نعوذ باللہ) ایسے ہی ہیں لہذا یہ کافر ہے اس کی گردن اڑادو پس انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور میں موجود تھا۔

اسی طرح حسن بن زید کے سامنے عراق کے ایک شخص نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض کے شان میں بیہودہ حکم کہا اس وقت حضرت حسن بن زید اُٹھے اور ایک ڈنڈا اس کے سر پر مارا کہ اُس کا بھیجہ نکل گیا اور وہ مر گیا۔ (کذ فی الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول للحافظ ابن تیمیہ صلکے)

اسی طرح جمیع امہات المؤمنین میں کسی ایک کے بارے میں بھی بد گمانی کرنے والا کافر اور واجب القتل ہے جیساکہ حضورؐ کے خطبہ سے ظاہر ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا معشر المسلمین من یعذرنی عن رجل قد بلغنی اذاہ فی اھل بیتی۔ اے گروہِ مسلمین کون ہے کہ جو میری اس شخص کے بارے میں مدد کرے کہ جس نے مجھ کو میرے اہل خانہ کے بارہ میں ایذا پہنچائی ہے —— اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ جو شخص حضورؐ کے اہل خانہ میں سے کسی ایک سے بھی خواہ خدیجۃ الکبریٰ یا صدیقہ وحفصہ وغیرہ کے متعلّق کسی قسم کا کوئی ناپاک لفظ نوکِ زباں پر لانے سے حضورؐ کے ایذاء کا باعث بن جاتا ہے اور جو شخص حضورؐ یا اللہ کو ایذاء پہنچائے وہ بلا شبہ خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ باری ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لھم عذابا الیماہ کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں اللہ اُن پر دنیا وآخرت میں لعنت فرماتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اسی وجہ سے تمام فقہاء کرام اور اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص عام مسلمانوں کی بیبیوں پر تہمت لگائے وہ فاسق وفاجر ہے اور خبیث دناپاک اپنی خباثت نفس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراۃ پر تہمت لگائے وہ مُرتد اور کافر ہے —— نیز یہ بھی ہے کہ جس ذات کو نبوّت ورسالت اور محبت وخلت کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا گیا ہو اور اس کو مصطفیٰ ومجتبیٰ مقدس ومطہر اور معصوم کے القاب سے ملقّب فرمایا گیا ہو اور نزاہت وتقدّس میں جبرائیل ومیکائیل کو اس وزیر مقرّر کیا ہو اس کی شان تقدس وتنزیہ کے خلاف ہے کہ اُس اشرف الخلائق اور اکرم المخلوقات کی زوجیت ومصاحبت کے لئے کسی خبیثہ اور زانیہ کو مقرر فرمایا جائے۔ اس وجہ سے ارشاد باری ہوا ولولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحٰنک ھذا بھتان عظیمہ کہ تم نے سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے جائز نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں تم کو کہنا چاہئے تھا کہ سبحان اللہ یہ بہتانِ عظیم ہے جیساکہ سعد بن معاذ اور ابوایوب انصاری زید بن حارثہ نے سنتے ہی کہہ دیا تھا کہ ھذا البھتان عظیم (درمنثور ص۳۴ ج۵) پیغمبر کی بیوی کی شان میں جو شخص ایسے نازیبا کلمات کہتا ہے اُس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جس کی عورت فاحشہ ہوتی اس کا خاوند دیوس ہوتا ہے تو جو لوگ امہات المؤمنین کے بارے میں اس قسم کے خیالات رکھتے وہ در پردہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیال رکھتے اس کا تصوّر بھی ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں۔

حضرات! اس وقت مجھے صرف یہ عرض کرنا تھا کہ پیغمبر کی زوجہ معصومہ ومطہرہ ہوتی ہے۔ لیکن یہاں چونکہ عوامی ذہنوں میں خلجان پیدا ہونے کا اندیشہ ہے کہ اس قدر اس بات پر زور کیوں دیا جا رہا ہے بنابریں ذرا تفصیل کے ساتھ ایک واقعہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو واقعہ "افک" و بہتان کے نام سے مشہور ہے۔ چند لمحات کے لئے مجھے موقع دیں تا کہ میں اس واقعہ کے محرکات اور اسباب وعلل پر ذرا معروضات پیش کر سکوں ——

—— یہ امر واقع ہے کہ حضرت عائشہ ام المؤمنین ہیں صدیق اکبرؓ کی بیٹی ہیں حضورؐ نے نبوت کے دسویں سال ماہ شوال ہجرت کے تین سال قبل نکاح فرمایا پھر مدینہ منورہ میں ۲ھ میں جبکہ حضرت عائشہ کی عمر ۹ سال کی تھی اپنے گھر طلب فرمایا —— آپ نے نو سال تک حضورؐ کے ساتھ زندگی بسر کی وصال کے وقت عائشہ رض کی عمر

۱۸ سال کی تھی حضورؐ نے سوائے عائشہؓ کے کسی کنواری بیوی پاک سے شادی نہیں فرمائی حضرت عائشہ بڑی فصیحہ، بلیغہ، عقلمند اور محدثہ وفصیحہ مستورہ تھیں اکثر صحابہؓ اور تابعین نے آپ سے احادیث رسولؐ روایت کیں آپ کی وفات ۵۷ھ کو ہوئی اور بعض روایات میں ۱۷ رمضان ۵۸ھ بیان فرماتے ہیں آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رات کو اٹھایا جائے اور رات کو ہی دفن کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت ابوہریرہؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نیز یہ تھیں حضرت عائشہ جو غزوہ مریسیع یا بنی مصطلق ۲ شعبان یوم دوشنبہ ۵ھ کو پیش آنے والے غزوہ میں حضورؐ کی معیت میں تھیں سفر سے واپسی پر ہوا یہ کہ آپ پردے میں ہودج کے سوار تھیں جب مدینہ کے قریب پڑاؤ ڈالا گیا تو حضرت عائشہؓ قضائے حاجت کے لئے ذرا دور چلی گئیں جب لوٹنے لگیں تو اتفاقاً ہار ٹوٹ گیا اس کو اکٹھا کرنے لگیں تو قافلہ چل پڑا لوگوں نے سمجھا کہ حضرت عائشہؓ پردے میں ہودج کے بیٹھی ہیں چونکہ عمر کے اعتبار سے بھی اور ویسے بھی حضرت عائشہ پتلی دُبلی تھیں یہ محسوس ہی نہ ہوا کہ وہ ہودج میں نہیں ہیں جب ہار جمع کر کے لشکر گاہ میں پہنچیں تو یہاں سے قافلہ دور جا چکا تھا۔ آپ چونکہ فہیمہ تھیں اس خیال سے کہ ڈھونڈنے والے مجھے اسی مقام پر تلاش کریں گے وہیں چادر لپیٹ کر لیٹ گئیں اور سو گئیں صفوان بن معطل جو قافلے کی گری ہوئی چیزوں کی دیکھ بھال کرنے کے انچارج تھے وہ آ گئے اور دیکھ کر کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون) حضرت عائشہؓ کی آنکھ کھل گئی چادر سے چہرہ ڈھانپ لیا عائشہؓ فرماتی ہیں کہ واللہ ما کلمنی کلمۃ ولا سمعت منہ کلمۃ غیر استرجاعہ کہ خدا کی قسم صفوان نے مجھ سے کوئی بات تک نہیں کی اور نہ ان کی زبان سے سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے میں نے کوئی حکم نہ سنا۔ حضرت صفوان نے اونٹ بٹھایا۔ آپ اس پر سوار ہوگئیں اور صفوانؓ مہار پکڑ کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ لشکر میں جا پہنچے دوپہر کا وقت تھا عبداللہ بن ابی اور گروہ منافقین نے دیکھتے ہی واہی تباہی مچا دی۔ جس کو برباد ہونا تھا وہ برباد ہوا اور جس کو بچنا تھا وہ بچ گیا۔

مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہؓ بیمار پڑ گئیں ایک مہینہ تک اسی افراتفری اور پریشانی میں گذرا اور ستم بالائے ستم یہ کہ حضورؐ کی عدم توجگی نے پریشانی میں اور اضافہ کر دیا۔ طبرانی کی روایت ہے کہ جب حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ سنا تو انہیں قدر صدمہ ہوا کہ اکثر دل میں خیال آتا تھا کہ اپنے آپ کو کسی کنوئیں میں ڈال کر ضائع کر دوں۔ (اخرجہ ابو یعلی) صحیح روایت میں ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے حضورؐ کی پریشانی کی وجہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ لم یضیق اللہ علیک والنساء سواھا کثیر وان تسال الجاریۃ تصدقک ۵ یا رسول اللہ آپ پر تنگی نہیں کہ عورتیں ان کے بغیر اور بھی ہیں آپ اگر گھر کی لونڈی سے دریافت فرمائیں تو وہ سچ سچ بتلا دے گی۔

تقسیم کی روایت میں ہے کہ حضورؐ نے ہریرہ سے فرمایا ابی ھریرہ ھل رائیت من شیء یریبک - اے ہریرہ اگر تو نے ذرہ بھر بھی کوئی شے جس سے تجھ کو شبہ و تردد ہوا ہو تو بتلا دے ہریرہ نے عرض کیا۔ کا والذی بعثک بالحق ان رائیت علیھا امرا اغمضہ علیھا سوی انھا جاریۃ حدیثۃ السن تنام عن عجین اھلیا فتاتی الداجن تتاکلہ۔ کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہیں نے عائشہ کی کوئی بات قابل گرفت اور معیوب نہیں دیکھی مگر یہ کہ وہ ایک کمسن بچی ہیں آٹا گوندتی ہیں تو چھوڑ کر سو جاتی ہیں بکری کا بچہ آ کر اسے کھا جاتا ہے۔

یہ جواب سن کر حضورؐ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ کہ اے گروہ مسلمین کوئی ہے کہ جو اس شخص کے بارے میں مدد کرے گا جس نے میرے اہل بیت کے بارے میں ایذا دی ہے خدا کی قسم میں نے اپنے اہل بیت کے بارے میں نیکی اور پاکدامنی کے کچھ نہیں دیکھا۔ یہ سن کر اوس کی طرف سے سعد بن معاذ امداد کے لئے کھڑے ہو گئے کہ اگر یہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر خزرج کی طرف سے ہوا تو تب بھی ہم تعمیل حکم کریں گے اس پر سعد بن عبادہ سردار خزرج گرم ہو گئے کہ اگر ہمارے قبیلہ کا وہ شخص ہوا تو ہم خود اس کا سر قلم کر دیں گے۔ حضورؐ نے منبر سے اتر کر فریقین کو خاموش فرما دیا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ دن رات بھی اسی طرح روتے روتے گذر گئے میرے ماں باپ کو گمان تھا کہ میرا کلیجہ روتے روتے پھٹ جائے گا۔ اس اثنا دفعۃً حضورؐ تشریف لے آئے اور سلام فرما کر میرے پاس بیٹھ گئے۔ وحی کے انتظار میں ایک ماہ گذر چکا تھا آپ نے پہلے حمد و ثنا فرمائی اور پھر فرمانے لگے۔ اے عائشہ مجھ کو تیری جانب سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو بری ہے تو عنقریب تجھ کو اللہ بری کر دے گا۔ اور اگر تو نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ استغفار کر اس لئے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔"

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ نے یہ فرمایا تو میرے آنسو تھم گئے اگر بالفرض میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو کون مانتا ہے کہ میں بری ہوں اور پھر میں نے رو کر کہا کہ واللہ لا اتوب مما ذکروا ابداً"۔ کہ خدا کی قسم میں اس چیز سے کبھی توبہ نہیں کروں گی جو یہ لوگ کہتے ہیں۔

میں بس وہی کہتی ہوں جو یوسفؑ کے باپ نے کہا تھا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون ۵ یہ کہہ کر بستر پر لیٹ گئیں دل کو یقین تام تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بری فرما دیں گے لیکن یہ وہم بھی نہ تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ اس قدر آیات نازل فرمائیں گے جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی۔

——— اور ایک روایت میں ہے کہ یہ گمان بھی نہ تھا کہ قرآن کی آیتیں میرے بارے میں نازل ہوں گی جو مسجدوں اور نمازوں میں پڑھی جائیں گی۔ اسی اثنا میں حضورؐ اپنی جگہ سے ہلے نہ تھے کہ آثار وحی نمودار ہو گئے۔ باوجود شدید سردی کے پسینہ مبارک موتیوں کی طرح ٹپکنے لگا۔

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب وحی کا نزول ہو رہا تھا تو میں بالکل گھبرائی ہوئی نہ تھی اللہ میرے ماں باپ کو انتہائی خوف تھا یہاں تک کہ میں سمجھتی تھی کہ کہیں ان کی جان نہ نکل جائے

کیونکہ ممکن ہے کہ وحی ان لوگوں کے خیال سے موافق کہیں نہ نازل ہو جائے۔

بعد ازاں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بارے یہ فرماتا ہے کہ:- ان الذین جاؤ بالافک الآیۃ۔ کہ بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے یہ طوفان بپا کیا ہے وہ تم میں سے ایک جماعت ہے تم اس کو اپنے لئے شر نہ سمجھو بلکہ وہ فی الحقیقت تمہارے لئے خیر ہے۔ ہر شخص کے لئے گناہ کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور اس طوفان (بدتمیزی) کے بڑے حصے کا متولی بنا ہے اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔ اس بات کو سنتے ہی مسلمان مردوں اور عورتوں نے نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے اور کیوں نہ لائے اس پر چار گواہ بس جبکہ یہ لوگ چار گواہ نہ لائے تو بس یہ لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر تم پر دنیا و آخرت میں اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو تم کو اس چیز میں کہ جس میں تم گفتگو کر رہے ہو سخت عذاب پہنچتا جب کہ تم اس کو اپنی زبانوں سے نقل کرتے ہو اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہو جس کی تم کو تحقیق نہیں۔ اور تم اس کو آسان سمجھتے ہو اور حالانکہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے اور تم نے اس خبر کو سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے ایسی بات کا زبان پر لانا ہی نازیبا ہے تم کو یہ کہہ دینا چاہیے تھا کہ سبحان اللہ یہ تو بہتان عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے اور آئندہ اگر تم ایسی حرکت کرنے والے ہو تو اللہ تمہارے لئے واضح احکام بیان کرتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔ تحقیق جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو نہ معلوم کیا مصیبت آ جاتی۔

(ترجمہ)

حضورؐ جب یہ آیات تلاوت فرما کر فارغ ہوئے تو صدیق اکبرؓ فرط مسرت سے اپنی لخت جگر کی مبارک پیشانی کو بوسہ دیا بیٹی نے کہا کہ اے ابا جان اس سے پہلے آپ نے کیوں نہ اعتنا فرمایا۔ صدیقؓ نے جواب دیا وہ آپ ہی دے سکتے تھے۔ کہ کونسا آسمان مجھ پہ سایہ فگن ہوتا اور کونسی زمین مجھے جگہ دیتی جبکہ میں اپنی زبان سے وہ بات کہتا جس کا مجھے علم نہ ہو (فتح الباری ص۳۴۲ ج۸ روح المعانی ص۲۹ ج۱۸) اس فتنے کے اصل بانی منافقین تھے جن کی سزا قدرت نے درک اسفل رکھی ہے۔ لیکن جو لوگ صحابہؓ میں سے ان کے دام فریب میں آ گئے انہیں سزا دی گئی۔

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں کہ یہ قصہ من جانب اللہ بطور ابتلاء و آزمائش کے رونما ہوا تاکہ مخلص و مومنین کا ایمان واخلاص اور منافقین کا نفاق ممیز ہو سکے ابن حجر عسقلانی نے اس واقعہ کو شرح و بسط سے نقل کیا ہے۔ جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

حضرات! آج جبکہ ہم حضرت عائشہؓ خدیجہؓ، اور دیگر اسلام کی خواتین کا تذکرہ کرتے ہیں اور ایسے موسم میں کر رہے

(باقی ص۱۸ پر)

## بقیہ: اللہ تعالیٰ کے عہدوں کو نباہنا

ص۲ میں جو کہا ہے فرمایا تھا:- جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ۝ ص۲۳- رکوع ۱

یعنی منافقین نے جو عہد کیا تھا۔ پچھلے رکوع میں گزر چکا۔ "وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ" اسے توڑ کر بے حیائی کے ساتھ میدان جنگ سے ہٹ گئے۔ ان کے برعکس کتنے

### پکے مسلمان

ہیں جنہوں نے اپنا عہد و پیمان سچا کر دکھلایا۔ بڑی بڑی سختیوں کے وقت دین کی حمایت اور پیغمبرؐ کی رفاقت سے ایک قدم نہیں ہٹایا۔ اللہ و رسولؐ کو جو زبان دے چکے تھے پہاڑ کی طرح اس پر جمے رہے۔ اُن میں سے کچھ تو وہ ہیں جو اپنا ذمہ کر چکے یعنی جہاد ہی میں جان دے دی۔ جیسے شہدائے بدر و احد جن سے حضرت انس بن النضر رضی اللہ عنہ کا قصہ بہت مشہور ہے۔ اور بہت مسلمان وہ ہیں جو اشتیاق کے ساتھ

### موت فی سبیل اللہ کا انتظار

کر رہے ہیں۔ کہ کب کوئی معرکہ پیش آئے جس میں ہمیں بھی شہادت کا مرتبہ نصیب ہو۔ بہرحال دونوں قسم کے مسلمانوں نے (جو اللہ کی راہ میں جان دے چکے اور جو مشتاق شہادت ہیں) اپنے عہد و پیمان کی پوری حفاظت کی اور اپنی بات سے ذرہ بھر نہیں بدلے۔

(فائدہ) حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہؓ کو فرمایا۔ هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ (یہ ان میں سے ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے) گویا ان کو اسی زندگی میں شہید قرار دے دیا۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے اپنے ہاتھ پر تیر روکتے رہے۔ حتیٰ کہ ہاتھ شل ہو کر رہ گیا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

جو عہد کے پکے اور قول و قرار کے سچے رہے۔ اُن کو سچ پر جمے رہنے کا بدلہ ملا۔ اور بدعہد و دغاباز منافقوں کو چاہے سزا دے اور چاہے توبہ کی توفیق دے کر معاف فرما دے۔ اس کی مہربانی سے کچھ بعید نہیں ہے (حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی رحؒ)

## لہٰذا

ہمیں چاہیے کہ:-

۱- جب کفار کے ساتھ مقابلہ ہو تو جہاد کے عہد و پیمان کو اپنے اسلاف کی طرح نباہیں۔

۲- کفار کی فوجی طاقت کو ہرگز خیال میں نہ لائیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اور یہ یقین رکھیں۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ فتح ہمیں نصیب ہوگی۔

۳- جہاد ایک امتحان ہے۔ اس میں ثابت قدمی اور قوت ایمانی سے کام لیں مذبذب اور پریشان ہرگز نہ ہونا چاہیے۔

## صادق اور متقی

ایفائے عہد کرنے والے سچے لوگ ہیں۔ اور متقی بھی یہی ہیں۔

وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۖ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ (البقرہ۔ آیت ۱۷۷)

ترجمہ: جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب عہد کریں۔ اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

## دُعا

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے

آمین یا الٰہ العالمین!!

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

# درس قرآن

مرتبہ: محمد عثمان غنی بی، اے

(قسط ۲)

لفظ فرقان میں میرے دوستو اور بزرگو علما کے بہت سارے اقوال ہیں۔ لیکن جو بات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ فرقان اسم ہے بمعنی فارق یعنی وہ چیز جو حق اور باطل کے درمیان جدائی کرنے والی ہو۔ اس سے مراد ہیں معجزات انبیاء علیہم السلام۔ آگے معجزوں کا ذکر آ رہا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ توراۃ اتارنے والا میں، انجیل اتارنے والا میں الکتٰب اتارنے والا میں اور نبیوں کی صداقت منوانے کے لئے جو نبیوں کو ایسی قوتیں دی گئی ہیں جو قوتیں اور انسانوں کو نہیں دی گئیں یعنی کہ وہ فرقان بھی میں نے اتارا۔ آگے آتا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام یہ فرما دیں کہ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ کہ میں مادر زاد اندھے کو اچھا کردونگا اُس کے بدن پر ہاتھ پھیر دوں گا۔ اور کوڑھی کے بدن پر ہاتھ پھیروں گا اور چنگا ہو جائے گا وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ اور مُردوں کو بھی خدا کے حکم سے زندہ کردوں گا تو تمہیں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ جس اللہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو انجیل دی اُسی اللہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو فرقان بھی دی۔ اگر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یہ فرما دیں۔ کہ جو میرے ہاتھ میں کنکر ہیں یہ بول دیں گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو تمہیں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر امام الانبیاء کے ہاتھوں میں سے پانی کے چشمے جاری کردوں تو تمہیں شک نہیں کرنا چاہیئے جو اللہ تعالیٰ ایک عورت کے بدن سے ایک تھوڑے سے گوشت کے لوتھڑے سے ہزاروں من دودھ نکال سکتا ہے وہ کسی مرد کی انگلی سے پانی نہیں نکال سکتا؟ بھائی ہم سب کو آخر ماؤں نے پالا؟ ہمارے بچے آخر پلتے ہیں۔ ہم کہاں سے دودھ پیتے ہیں؟ ہر ایک گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے اُس میں سولہ سوراخ ہوتے ہیں۔ پہلے زمانے میں مشہور ہے مائیں کہا کرتی تھیں اب بھی کہتی ہیں دیہاتوں میں بچاری جو پکی مسلمان ہیں کیونکہ ہم تو اب ہو گئے نا ماڈل۔ ہم ترقی پا گئے ہیں، ہمیں باپ کا نہیں پتہ

ماں کا نہیں پتہ۔ میں پرسوں لاہور گیا۔ مجھے ایک دوست کی بیوی نے کہا کہ میری لڑکی کی شادی ہو گئی ہے۔ میری لڑکی کی ساس زندہ ہے اور سارا اختیار ساس کے ہاتھ میں ہے میرا داماد حسب معمول ماہوار کھانے کے پیسے اپنی ماں کو دے دیتا ہے اور میری بچی بھی دے دیتی ہے اور بس وہ آزادی کے ساتھ چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ یہ "ترقی" ہو گئی ہے۔ ماں کو بیٹا خرچہ دے دیتا ہے۔ جتنا مہینے میں کھایا گویا ماں اُس ہوٹل کی مالکہ ہے اور بیٹا اور بہو دونو اُس کے گاہک ہو گئے اس وقت ہمارے یہاں معاشرہ گندہ ہو چکا ہے اب اندازہ فرمائیں یہ باتیں حساب کتاب کی نہیں ہیں بلکہ یہ مروت اور مودّت کو کاٹنے والی ہیں۔ تو پہلے زمانے کی بوڑھیاں اب بھی بد دعائیں دیتی ہیں تو کہتی ہیں میں تمہیں دھاریں ہرگز نہ بخشوں گی" دیکھا وہ بھی جانتی ہیں۔ کہ ایک پستان میں سولہ سوراخ ہوتے ہیں تو پھر دونو کے بتیس بن گئے۔ اور دانت بتیس ہوتے ہیں۔ تو میں بات عرض کر رہا ہوں کہ جو اللہ تعالےٰ گوشت کے ایک لوتھڑے سے اتنا دودھ نکالتا ہے۔ بلا کسی مشینری کے کسی کے گیارہ بچے ہیں۔ کسی کے دس بچے ہیں۔ کسی کے پانچ بچے ہیں کسی کے دو بچے ہیں۔ تو وہ سب بچے دودھ ہی پر پلے ہیں۔ ہر بچہ کم از کم دو سال دودھ پیتا ہے (پہلے زمانے میں تو پیتا تھا اب پتہ نہیں کیا حال ہے) تو دو سال اگر ایک بچہ دودھ پیئے تو آپ اندازہ لگائیں کہ دس بچے ایک بدن سے دودھ پیتے ہیں اور پلتے ہیں۔ میں ایک بات عرض کر رہا ہوں کہ جو رب قدیر اس بات پر قادر ہے کہ وہ گوشت کے ایک لوتھڑے سے دودھ نکالے وہ اللہ اس پر قادر نہیں ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی نکال دے؟ کونسی مشکل بات ہے؟ فرمایا وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اور اُسی اللہ نے فرقان اتارا۔ فرقان کا وہ معنی معجزات جو انبیاء علیہم السلام کو دیئے گئے۔ بطور تائید کے ہونے

ہیں۔ لیکن جو لوگ ماننے والے ہیں۔ وہ تو سب کچھ مانتے ہیں۔ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا اور فرمایا بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ بے شک وہ لوگ جو منکر ہیں خدا کی باتوں کے لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ اُن کیلئے بڑا سخت عذاب ہے وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ اور اللہ تعالےٰ غالب ہے اور بدلہ لینے والا ہے وہ چھوڑتا نہیں ہے۔ منکروں کو نہیں چھوڑتا۔ جو عقیدے کے طور پر گندے ہوں۔ اُن کو نہیں معاف کرتا۔ عملی گناہ گاروں کو بخش دیتا ہے۔ ایک آدمی چور ہے، ایک آدمی بے نماز ہے۔ ایک آدمی نے اور عملی غلطیاں کیں، اللہ تعالےٰ سے معافی مانگی اور اللہ تعالےٰ کے بندوں کے جو حقوق ضائع کئے اُن کی اُن سے معافی مانگی تو اللہ تعالےٰ بخش دینگے لیکن ایک آدمی اللہ تعالےٰ کے حکموں میں اعتراض کرتا ہے رب العالمین کی باتوں میں تنقیدیں کرتا ہے اُس کا مزاج تنقیحی اور تنقیدی ہے تو فرمایا ایسے آدمی کو میں نہیں چھوڑتا میں غالب ہوں اور میں یقیناً بدلہ لیتا ہوں۔ اُس بدلے کی نوعیت کیا ہوگی؟ وہ انشاء اللہ ابھی آجائے گا۔

تیسری بات فرمائی کہ میرا علم بڑا وسیع ہے اور میری قدرت پر تم اعتراض نہ کرو اگر میں یہ کہہ دوں کہ ایک لڑکا پیدا ہوا بلا باپ کے تو شک نہ کرنا۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۚ بے شک اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، نہ زمین میں، اور نہ آسمانوں میں۔ وہ ساری کائنات سماوی اور ساری کائنات ارضی کا پورا عالم ہے۔ اب آہستہ آہستہ بات چل رہی ہے۔ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وہی اللہ تو ہے جس نے تمہارا نقشہ بنایا ماؤں کے پیٹوں میں جیسا بھی چاہا معلوم ہوا کہ کچھ مسئلہ بچے کی پیدائش کا ہے ہمیں سمجھایا جا رہا ہے ہمیں کس نے پیدا کیا؟

تم جو کہتے ہو بات سمجھ میں نہیں آتی، "منٹل میں سمجھ نہیں آتی" منٹل بڑے ملیے ہو گئے ہیں۔ منٹل میں بات نہیں آتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلا باپ کے پیدا ہو گئے ہیں؟ فرمایا تمہارے دماغ میں یہ بات آتی ہے کہ تم کیسے پیدا ہو گئے ہو؟ میرے دوستو میرے بزرگو ہم سب پیدا ہوئے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اولادیں دی ہیں۔ اگر آپ سوچیں تھوڑی سی جگہ میں ایک بچہ نو مہینے تک پرورش پاتا ہے (کم از کم)۔ ہمارے ہاں نو مہینے ہیں۔ ویسے حمل کی جو مدت ہے وہ دو سال تک ہے چنانچہ امام مالک کے متعلق ہے وہ دو سال اپنی ماں کے پیٹ میں رہے ہیں۔ تو جہاں بچہ دو سال تک رہتا ہے۔ چار مہینے تک اُس کے بدن میں روح نہیں ہوتا۔ چار مہینے گزرنے کے بعد

(ایک سو بیس دن جب گذر جاتے ہیں)، تو پھر بچے کے بدن میں رُوح ڈال دیا جاتا ہے پھر پانچ مہینے وہ اپنی ماں کے پیٹ میں رہتا ہے وہاں بیمار بھی ہوتا ہے، کھاتا بھی ہے پیتا بھی ہے، ہنستا بھی ہے، روتا بھی ہے اس چھوٹے سے بدن کے حصّے میں وہ پانچ مہینے گذار لیتا ہے۔

تو فرمایا کہ یہ تم کرتے ہو یا میں کرتا ہوں؟ تم نے وہاں پر کوئی منصوبہ بنایا ہے؟ تم نے وہاں کوئی کارخانہ بنایا ہے؟ تمہارا وہاں کوئی دخل ہے؟ تم تو جانتے بھی نہیں اندر کیا ہے۔ تم خواہ مخواہ ویسے ہی آلات لگا کر اعلان کرتے رہتے ہو، تمہیں پتہ کچھ بھی نہیں ہوتا وہ تو سب کچھ میں ہوں هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ط وہی اللہ تو ہے جو تمہاری شکلیں بناتا ہے ماؤں کے پیٹوں میں جیسی بھی چاہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ یاد رکھو اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ٥ وہ اللہ بڑا غالب ہے اور بڑا حکمت والا ہے۔ اب اس کے بعد فرمایا کہ جب یہ بات ہے، مجھے خالق مانو، مجھے قیوم مانو، مجھے حیّ مانو، مجھے متصرف مانو، مجھے عزیز مانو، مجھے حکیم مانو، ان باتوں کے ماننے کے بعد پھر میں جو قرآن میں بیان کردوں، مت شبہ کرنا۔ کیونکہ قرآن کی آیتیں دو قسم کی ہیں۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وہی اللہ تو ہے جس نے آپ پر یہ کتاب اُتاری قرآن مجید مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ اس کی کچھ آیتیں بڑی محکم، بڑی پکی ہیں یعنی جن کا معنیٰ سمجھ میں آجاتا ہے مراد سمجھ میں آجاتی ہے هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ۔ وہ اصل ہے کتاب کا۔ یعنی اس کا تعلق تمہارے عمل کے ساتھ ہے۔ فرمایا جیسا کہ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی۔ زنا کے قریب مت جاؤ۔ اب کون نہیں جانتا کہ اس کے معنی کیا ہیں۔ ہر ایک کو پتہ ہے، یہ اصل ہے کتاب کا وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ط اور کچھ ایسی آیتیں بھی ہیں جو متشابہات ہیں۔ یعنی جن کے معنے متعین نہیں ہیں۔ تم مان لو۔ جو میں نے کہا تم مان لو۔ تم تفصیل میں مت جاؤ۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ اور جن کے دلوں میں ٹیڑھ پن ہے فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ۔ وہ تو پیروی کرتے ہیں اُن آیات کی جو متشابہ ہوں قرآن میں سے۔ کیوں پیروی کرتے ہیں؟ اِبْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ۔ فتنہ ڈھونڈنے کے لئے۔ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ۔ اور مطلب حاصل کرنے کے لئے۔ اُن کا مطلب ہدایت نہیں ہے۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ دیکھ لیں جتنے گمراہ فرقے ہیں، (اللہ سب کو ہدایت دے، اللہ تعالیٰ سب کو جہنم سے بچائے) ان کے سربراہوں کی آپ تصنیفیں دیکھیں۔ یہ نہیں لکھیں گے کہ نماز فرض ہے۔ نماز پر نہیں لکھتے زکوٰۃ فرض ہے۔ نہیں اس پر نہیں لکھیں گے۔ حج فرض ہے۔ حج کو جاؤ۔ حج کا کیا ثواب ہے؟ نہیں اس پر نہیں لکھتے۔ فضائل کی کوئی کتاب نہیں لکھتے۔ کیا لکھتے ہیں؟ "جناب یہ زکوٰۃ جو تھی اس زمانے میں تو چالیس روپے پر تھی اب اس زمانے میں کیا کیفیت ہونی چاہئے۔ یہ سود جو ہے یہ اُس زمانے کا ہے یا اس زمانے کا؟ اس زمانے میں تو "منافع" بن گیا ہے۔ وہ جو خنزیر ہوتا تھا اس زمانے میں عرب کا وہ تو غیر ترقی یافتہ خنزیر تھا اور یہ ترقی یافتہ خنزیر ہے لہذا اس میں اور اس میں کچھ فرق ہونا چاہیئے" ———

یعنی ان باتوں میں لگ جائیں تاکہ قوم میں پارٹی بازی اور فتنہ پیدا ہو جائے۔ تو انتشار پیدا کرنے والے کون سے لوگ ہیں؟ قرآن مجید کی متشابہ آیات کو لے کر لوگوں میں پھیلانا شروع کر دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں وسوسے اور وہم پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ یہی فتنہ پہلے بھی تھا، درمیان میں بھی رہا۔ اب بھی ہے اور ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور ان فتنوں سے بچائے۔

اس کی میں ایک مثال آپ کو بتا دوں حضرت عمرؓ کے زمانے میں عبداللہ ابن اصیغ ایک تھا قرآن مجید کی متشابہ آیات تلاش کرنے والا۔ مدینے سے باہر رہتا تھا وہ مدینہ میں ایک دن آیا۔ دکانداروں کے پاس گیا۔ ایک دکاندار سے پوچھا کہ تم مسلمان ہو؟ وہ کہنے لگا کہ الحمد للہ مسلمان ہوں۔ "خدا کو مانتے ہو؟" "ہاں مانتا ہوں۔" "بھائی خدا کے وجود کی دلیل کیا ہے؟" اس نے کہا "بھائی ہمیں کیا پتہ خدا کے وجود کی دلیل کیا ہے۔ قرآن نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ بس اس پر ہمارا ایمان ہے" دوسرے کے پاس گیا۔ تو لوگوں نے یہ سوچا کہ یہ تو ہمارے ایمانوں میں تزلزل پیدا کر رہا ہے ایک دن حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضرت وہ عبداللہ آیا ہے باہر سے اور ہمارے ایمانوں میں شکوک پیدا کر رہا ہے ایک کے پاس جاتا ہے بحث کرتا ہے، دوسرے کے پاس جاتا ہے بحث کرتا ہے۔ (علامہ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں اس واقعے کو لکھا ہے)۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا عبداللہ کو میرے پاس بھیجو اور اس کے آنے سے پہلے کھجور کی ایک ٹہنی کٹوائی جس کے ساتھ کانٹے لگے ہوئے تھے اور اپنے پاس رکھ لی۔ عبداللہ جو آیا تو اس کا سر تازہ منڈا ہوا تھا۔ فرمایا کہ "تو یہ جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟" اس نے عرض کیا کہ "ہاں حضرت میں جانتا ہوں کہ آپ حضرت عمرؓ ہیں۔" فرمایا "سر سے صافا ذرا اتارو، سر سے صافا اتارا تو آپ کھڑے ہوئے، کانٹوں والی چھڑی ہاتھ میں لی اور اس کے سر پر دو تین جو ماریں تو سر سے خون کے فوارے نکلے۔ کہنے لگا "بس حضرت! میرے دماغ میں جو کیڑے تھے وہ نکل گئے ہیں۔" فرمایا کہ "جب تک عمرؓ موجود ہے، تیرا مدینے میں آنا ممنوع ہے۔ ہم نے ہزاروں انسانوں کی قربانیاں دیں، انسانوں کو کفر سے نکالا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط کی طرف لائے اور تم اب انسانوں کو اسلام سے کفر کی طرف لے جا رہے ہو؟"

میرے بزرگو یہ فتنے معمولی چیزیں نہیں ہوتیں۔ اگر آج ہمارے دماغ میں یہ بات ڈال دی جائے کہ نمازیں تین فرض ہیں یا پانچ۔ ایک تو ہم رسالے پڑھیں گے، پیسہ خرچ ہوگا، لٹریچر خریدیں گے، ہمارے دماغوں میں غلطیاں پیدا ہوں گی اور ہم ان چیزوں کی طرف جانے کی بجائے کہ اللہ کی رضا حاصل ہو، ایک اور خلجان میں پڑ جائیں گے حالانکہ وہ تو متشابہات میں بھی نہیں وہ تو محکمات ہیں هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ۔ وہ تو محکمات میں سے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں جو متشابہات ڈھونڈتے ہیں، وہ بھی کیا کرتے ہیں؟

ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ۔
وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ۔
اور ایسی باتوں کا صحیح مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اگر نہیں جانتا تو پھر عالم کس بات کا؟ ہم مولوی بھی آج کل گھمنڈ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اگر کوئی مسئلہ پوچھے اور نہ آتا ہو تب بھی گپ مار دیتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کوئی یہ کہہ دے کہ مولوی صاحب کو مسئلہ نہیں آتا۔ ہوتا غلط ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ بھائی کل آجاتا۔ ایک آدمی نے مجھ سے مسئلہ پوچھا، میرے پاس کوئی علم کا لامحدود خزانہ تو نہیں، میں بھی تو آخر ایک گنہگار انسان ہوں۔ اس وقت اگر میرے ذہن میں جواب نہیں ہے تو میں کہہ دوں کہ اچھا بھائی کل آجانا کل میں بتا دوں گا یا شام کو آجانا لیکن میں سوچتا ہوں کہ اگر میں نے کہہ دیا کہ بھائی اس وقت مجھے یاد نہیں تو یہ کہے گا۔ مار اوئے یہ تو اتنا بڑا عالم مشہور ہے لیکن یہ تو کچھ بھی نہیں جانتا، تو توہین ہو گی، چلو جہنم میں جانا پسند ہے توہین پسند نہیں، (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)۔

اس میں بہت سی چیزیں ہیں۔ میں توہین نہیں کرتا کسی بزرگ کی، ہمارے حالات ہی یہی ہیں۔ اسی لئے بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب بیان کیا ہے۔ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا تَعْلَمُ لَا اَعْلَمُ۔ یہ بھی علم ہے کہ جس بات کو تو نہیں جانتا۔ کہہ دے کہ میں نہیں جانتا یہ بھی علم ہے۔ اور اس پر پھر ایک واقعہ نقل فرمایا (قرآن شریف میں بھی ہے)۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وعظ فرما رہے تھے، کسی نے پوچھا موسےٰ! سب سے بڑا عالم کون ہے؟ آپ نے فرمایا "میں سب سے بڑا عالم ہوں" یہ بات اللہ تعالےٰ کو ناپسند آئی۔ یہ فرما دیتے کہ "سب سے بڑا عالم تو اللہ تعالےٰ ہے۔ اور پھر جسے اللہ علم دے۔ اگرچہ اس وقت دنیا میں نبی ہونے کے اعتبار سے میں سب سے بڑا عالم ہوں، لیکن علم کلی کا خزانہ کس کے پاس ہے؟ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط۔ وہ تو اللہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند آئی تو فرمایا اے موسیٰ تیرے پاس کیا علم ہے؟ جا ذرا جہاں پر دو دریا ملتے ہیں (سورت کہف میں قصہ آتا ہے) وہاں پر جا، ایک آدمی بیٹھا ہو گا، اُس سے تجھے پتہ چلے گا کہ علم اور بھی ہیں جو تو نہیں جانتا۔ موسیٰ علیہ السلام تشریف لے جاتے ہیں ساتھ آپ کا غلام ہے، خضر سے ملاقات ہوتی ہے اور کہتے بھی ہیں هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ہ میں تیری شاگردی قبول کرتا ہوں مجھے کچھ سکھا۔ حضرت خضر فرماتے ہیں اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ہ موسیٰ! تو میرے ساتھ نہیں ٹھہر سکتا۔ تیرا علم اور —— میرا علم اور —— آپ وعدہ کرتے ہیں سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا ہ لمبا قصہ ہے —— تو پھر آپ جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں —— موسیٰ علیہ السلام اور خضر دو تو کشتی میں سوار ہیں، ایک چڑیا آتی ہے وہ پانی پیتی ہے سمندر سے، تو حضرت خضر فرماتے ہیں کہ اے موسیٰ! اس چڑیا کے دریا سے پانی پینے سے دریا کا پانی کتنا کم ہوا ہو گا؟ آپ فرماتے ہیں کہ اس چڑیا کے پانی کو کیا نسبت دریا کے پانی کے ساتھ۔ فرمایا کہ بس یہ سمجھ لے کہ تیرا اور میرا علم اکٹھا ہو کر خدا کے علم کے مقابلے میں اتنی نسبت بھی نہیں رکھتا جتنا اس چڑیا کا پانی سمندر سے رکھتا ہے۔ تو بھائی ہمارا کام تو ہے متبع ہونا۔ اتباع کرنا جو کچھ ثابت ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کو ماننا۔ تو فرمایا وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ۔ جو لوگ علم میں پکے ہیں، وہ کیا کہتے ہیں۔

يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ج وہ تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے سب پر۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ خواہ ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں، اللہ نے فرمایا، بس ہم مانتے ہیں وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ہ اور نصیحت تو وہی مانا کرتے ہیں جو عقل والے ہوتے ہیں۔ عقل والوں کا کام کیا ہے؟ نصیحت ماننا۔ عقل والے وہ نہیں ہوتے جو بال کی کھال نکالیں۔ اور وہ دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے رَبَّنَا اے ہمارے رب، لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا نہ ٹیڑھا کر ہمارے دلوں کو بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اور ہمیں بخش دے اپنی طرف سے رحمت اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ہ بے شک تو بہت زیادہ دینے والا ہے۔ وہ از دیادِ علم کی دعائیں کرتے ہیں اور یہ دعائیں بھی کرتے ہیں کہ اے اللہ جو ہدایت ہمیں حاصل ہو چکی ہے اس ہدایت کو ہمارے دل سے مت ہٹا۔

اس میں بہت ساری تفسیری باتیں ہیں انشاء اللہ میں اگلا درس بھی اسی پر دوں گا فی الحال میں موٹا موٹا ترجمہ کر رہا ہوں کہ عقل مند کون سے ہیں؟ اور راسخ فی العلم کون سے ہیں؟ وہ باتوں میں نہیں پڑتے، بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ جو اللہ نے فرمایا وہ ٹھیک ہے۔ اس لئے میرے بزرگو میرے بھائیو جو بیس۲۰ مسائل میں امام ابو حنیفہؒ جن کے ہم مقلد ہیں انہوں نے اپنے شاگردوں کی طرف رجوع کیا ہے۔ امام صاحب کے تین شاگرد تھے بہت اونچے، امام محمد، امام ابو یوسف اور امام ازفر۔

امام ابو یوسف ہارون الرشید کے چیف جسٹس تھے (قاضی القضاۃ) ان تینوں نے کچھ مسائل بیان کئے، امام صاحب کے ساتھ مذاکرہ ہوا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے کہ جو بیس مسئلوں میں امام ابو حنیفہؒ نے اپنے ان شاگردوں کی طرف رجوع کیا کہ تم جو کہتے ہو ٹھیک ہے بھائی ہم کوئی علم کے ٹھیکیدار تھوڑے ہی ہیں غلط بات جو منہ سے نکل گئی تو اسی پر اڑے رہے۔ تو فرمایا کہ نیک بندے کون سے ہیں؟ جو یہ کہتے ہیں کہ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اے اللہ! تو ہمارے دلوں کو نہ پھیر جب تو ہمیں ہدایت دے چکا غلط سلط بات کہنے کی۔ اے اللہ تو ہمیں توفیق نہ عطا فرما ہمیں صحیح دین کے سمجھنے کی توفیق دے۔ یہ ہیں راسخ فی العلم یہ علم میں پختہ ہیں۔

تفصیل کا وقت نہیں ورنہ میں آپ کو بڑی مثالیں دے سکتا ہوں الحمد للہ کیونکہ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ط ہر علم والے سے زیادہ علم والا موجود ہے۔ تحقیقات ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ قیامت تک ہوتی چلی جائیں گی۔ اس لئے جتنا جانتا ہے اس کو صحیح ماننے اور اگر نہیں جانتا تو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ یہ ہیں راسخ فی العلم۔

ہمارے ایک دوست ہیں۔ وہ قصہ بیان کیا کرتے ہیں کہ ایک بھتے نئے نئے محقق۔ "محقق" بہت سی قسم کے ہوتے ہیں ایک ہے محقق "تحقیق" والا، قرآن کی تحقیق کرنے والا۔ حدیث کی تحقیق کرنے والا، جیسا کہ ہمارے علماء اور اکابرؒ —— اور ایک ہے محقق "حُقّہ پینے والا"۔ سیگریٹ کی کش لگائی اور قرآن کی تفسیر لکھ دی —

"مولوی صاحب! عربی پڑھی ہے آپ نے؟" "نہیں جناب عربی تو میں نے نہیں پڑھی لیکن میں خود قرآن کو جانتا ہوں"۔ ان کے پاس کوئی آیا مسئلہ پوچھنے کے لئے —— (میرے بزرگو! میں توہین نہیں کر رہا یہ عام وبا ہو چکی ہے) قران مجید سب سے زیادہ لاوارث کتاب ہے۔ ایک ٹانگہ چلانے والے کے پاس لائسنس نہ ہو تو ہماری پولیس چالان کر لیتی ہے کہ تمہارے پاس لائسنس نہیں تم چار سواریوں کو غرق کر دو گے۔ بلکہ جو سامان اٹھاتا ہے ریل پر قُلی۔ اس کے پاس لائسنس نہ ہو تو آپ اس کو گرفتار کر لیتے ہیں۔ کہ یہ سامان ہی کہیں ضائع نہ کر دے۔ لیکن جو ایمان ضائع کرتا ہے اس کے لئے لائسنس کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو دنیا کا مال ضائع کرے اس کو تو گرفتار کر لیتے ہو اور دین کی متاع ضائع کرنے والے کو پوچھتے تک نہیں۔ "دیوبند پڑھا ہے؟"۔ "دِلّی پڑھا ہے؟"۔ "بریلی پڑھا ہے؟" "گولڑے پڑھا ہے؟" "کہیں پڑھا ہے؟"۔ "نہیں جناب میں پڑھا کہیں بھی نہیں، میں خود سمجھتا ہوں۔ میرا دماغ بڑا اونچا ہے؟ قرآن سمجھنے کے لئے کسی مکتب کی سند کی کیا ضرورت؟ یہ تو خدا کی کتاب ہے، اور خدا ہمارا اپنا ہے"۔ کسی دفتر میں جاؤ اور ڈگری نہ پیش کرو۔ تو وہاں کوئی ٹھہرنے دے گا؟ عجیب افسوس ناک عالم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے۔ تو محقق صاحب کے پاس گیا ایک آدمی اور کہا "ہمارا ایک رشتہ دار مر گیا ہے ایک اس کی ماں رہ گئی ہے بیوی رہ گئی ہے، بچے ہیں بچیاں ہیں۔ مال کس طرح تقسیم ہو؟" تو انہوں نے کہا "یہ کون سی مشکل بات ہے، میں ابھی بتا دیتا ہوں"۔ قرآن کھولا، سوچا اور کہا بھائی یہ سب مال ماں کو دے دو۔ اس نے کہا یہ کیسے؟ "ارے بھائی قرآن میں نہیں آیا مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ؕ"

آج کل یہ جو بھی محقق کہلانے والے ہیں سب ایسے ہی ہیں، عربی نہیں آتی، فارسی نہیں آتی، انگریزی کے میٹرک فیل ہیں اور قرآن کی تفسیر لکھ رہے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں واہ جی واہ بڑا کمال کر دیا، نماز کو اڑا دیا، روزے کو اڑا دیا، بڑا محقق ہے۔ یہ کہتا ہے اللہ اللہ کرنا تصوف کرنا یہ تو جوگی پن ہے —— اور کلبوں میں ناچنا ہے۔ اتباعِ سنّت (استغفر اللہ معاذ اللہ) — ان محققوں کے نزدیک کلبوں میں ناچنا اتباعِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے (نعوذ باللہ) اور تسبیح پھیرنا، ذکر کرنا، قرآن پڑھنا، ماں باپ کا ادب کرنا۔ نبیِ کریم کی حدیث پڑھنا یہ یہ پرانے نظریات ہیں۔

تو فرمایا جو میرے راسخ فی العلم بندے ہیں وہ تو یہ دعائیں کرتے ہیں:۔ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ط اے اللہ تو اکٹھا کرنے والا ہے سب لوگوں کو ایک ایسے دن کے لئے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ وہاں نیکوں بدوں کو اپنے اعمال کا بدلہ مل جائے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ٥ بے شک اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے انشاء اللہ آئندہ درس بھی سورۃ آل عمران پر ہی دوں گا اور مارچ میں زندگی رہی تو سورۃ نساء پر درس دوں گا۔

صدق اللہ العلی العظیم

---

بقیہ۔ انکارِ حدیث ......

---

عملی صورت بغیر تعلیماتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں نہیں آ سکتی۔ خود قرآن اس مفہوم پر ناطق ہے۔

"يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"
(پ۴ س۔ آل عمران)

اور لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ"
(پ۱۴۔ س نحل)

اور تعلیم کتاب ہی بعثت نبویؐ کا اعلےٰ مقصد ہے۔ اگر تعلیم نبوی کی ضرورت نہ ہوتی محض اس کتاب کا مطالعہ کافی ہوتا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض منصبی یہ تھا۔

کہ قرآن کو دنیا میں رائج فرمائیں اور اس پر عمل کرنے کی صحیح صورتیں بتلائیں۔

اس میں آیات قرآنی کی تشریح و تبیین بھی آ جاتی ہے۔ اور قرآن کے بتلائے ہوئے اصول کو امت میں رائج کرنے کے لئے خاص خاص احکام بھی جن میں دستوری طور پر قرآن نے ایک اصل قائم فرما دی۔ اس کو رائج کرنے کے لئے خاص قانونی صورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمائیں اسی تشریحات و تعلیماتِ نبوی کے مجموعہ کا نام حدیث ہے۔

یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ پورا ذخیرہ حدیث کی ایک حیثیت سے قرآن کی شرح و تفسیر بھی ہے۔ جس کے اتباع کا حکم قرآن حکیم نے بکثرت و مرات مختلف عنوانات سے دیا ہے۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" (حشر)

(۳) "رسول پر ایمان لانا" ظاہر ہے کہ اس کے وجود یا شکل و صورت کے اعتراف کا نام نہیں۔ بلکہ اس کی تعلیمات کو ماننے ہی کا نام ہے۔

(۴) مذکور الصدر کھلی ہوئی چیزوں کے سمجھ لینے کے بعد خود بخود یہ نتیجہ نکل آتا ہے کہ۔ حدیث کا انکار درحقیقت قرآن اور رسول ہی کا انکار ہے۔ خواہ جان بوجھ کر قرآن کے انکار کو اس لباس میں چھپایا گیا ہو۔ یا دانستہ انکار قرآن و اسلام کا ارتکاب کیا ہو۔

(۵) ایک انسان جو کسی مسلم گھرانہ میں پیدا ہوا ہے اس کو ابتداءً انکار قرآن و اسلام پر شیطان نہیں لا سکتا۔ تو یہ راستہ اختیار کرتا ہے کہ انکار حدیث میں مبتلا کرتا ہے جس کے نتیجہ میں انکارِ قرآن، انکارِ اسلام خود بخود ہو جاتا ہے۔

(۶) بلکہ اگر غور کیا جائے تو یہ انکار کھلے انکار سے زیادہ شدید ہے۔ کیونکہ اس انکار کا حاصل یہ ہے۔ کہ قرآن اور اسلام نے صحیح مفہوم کو پورے چودہ سو برس میں پوری امت کے علماء و حکماء اور عوام نہیں پا سکے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیم کتاب اور تبلیغ اسلام ہی کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اپنی پوری عمر کی کوششوں کے باوجود اس کا صحیح مفہوم دنیا کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔

صحابہ کرامؓ جنہوں نے چار دانگ عالم کو نورِ اسلام سے منوّر کیا ان سے لے کر آج تک کسی عالم یا مفسّر یا محدّث پر قرآن اور اسلام کا صحیح مفہوم منکشف نہ

ہوا۔ بلکہ قرآن صحیح مفہوم کو "پس از صدہا سال" یورپ کے دہریئے منکر قرآن سمجھے یا ان کی مشینری کے چند کل پرزوں پہ رحمت آلہی کا یہ دروازہ کھلا۔

مرخدا کہ عارف و زاہد کسے نگفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

اور پھر اس کا ہی کیا اطمینان ہے کہ چودہ برس کا سمجھا بوجھا۔ اور پرکھا ہوا قرآن اور اسلام چودہویں صدی میں غلط ثابت ہو گا۔ تو یہ آج کا نیا ایڈیشن کب تک چلے گا۔ اور اس میں کہاں کہاں ٹھوکریں اور غلطیاں ظاہر ہوں گی۔

(۷) اس کا تو کھلا نتیجہ یہ ہے کہ اگر قرآن اور اسلام درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا یہ لوگ بتلاتے ہیں۔ تو پھر وہ کوئی قابل عمل بلکہ قابل التفات چیز نہیں۔

"العیاذ باللہ العلی العظیم"

یا اللہ مسلمانوں کو فہم سلیم اور دین کی بصیرت عطا فرما۔ اور ان فتنوں سے ان کی حفاظت فرما۔ آمین

"واللہ المستعان وعلیہ التکلان"

## حاصل کلام یہ ہے

کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے۔ منکر قرآن خارج از اسلام یعنی پکا بے ایمان ہے۔
(شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح)

## بقیہ: مجلس ذکر

جو خلق خدا کے سچے خدمت گزار تھے۔ اُن ہی کے لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ میں اُن سے راضی اور وہ مجھ سے راضی ہیں۔

حضرت رح فرمایا کرتے تھے۔ کہ آپ ایک گُر پلے باندھ لیں۔ وہ یہ کہ ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لیں کہ اللہ اس میں راضی ہے یا نہیں؟ اگر اللہ کی رضا ہو تو بصد شوق کریں۔ اگر اللہ کی اس کام میں ناراضگی ہے تو آپ اس کے قریب تک نہ پھٹکیں پھر دیکھیں آپ کو سکون و چین نصیب کیسے ہوتا ہے۔ شروع شروع میں یہ عمل مشکل معلوم ہوگا لیکن بعد میں بہت آسان ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے۔ حضرت فاطمہ رضہ کو پتہ چلا تو آپ بھی غلام لینے کے لئے گئیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اے میری پیاری بیٹی! کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تم کو غلام سے زیادہ آرام اور راحت بخشے۔ فرمایا۔ کہ ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ یہ آرام و راحت کے لئے کافی ہے۔ سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو کیسا تحفہ دیا۔ اگر غلام دیتے تو صرف حضرت فاطمہ رضہ کو آرام پہنچتا۔ لیکن آپ نے اپنی بیٹی کو ایسا تحفہ دیا۔ جو ساری امت کے لئے آرام و راحت اور نجات کا باعث بن گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال کرنے کی ہمت و توفیق دے۔ حضرت رح کی آخری تمنا یہی تھی۔ کہ گھروں کو ذکر اللہ سے آباد کیا جائے۔ دوستوں، رشتہ داروں اور محلہ میں اپنی استعداد کے مطابق اشاعت اسلام کی جائے۔ اس کے لئے آپ کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ آمین!

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

## بقیہ: خطبہ جمعہ

## سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

مشہور ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: "ملک الموت! تم نے کسی دوست کو کسی دوست کی جان قبض کرتے دیکھا ہے؟"

ملک الموت یہ جواب سن کر لوٹ گیا۔ حضرت حق کی طرف سے ارشاد ہوا۔ جاؤ ہمارے خلیل سے دریافت کرو کہ "تم نے کسی دوست کو اپنے دوست کی ملاقات سے گھبراتے ہوئے دیکھا ہے؟"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میری روح اسی وقت قبض کر لے۔

## قیامت میں سوال

قیامت میں اللہ رب العزت اپنے مسلمان بندوں سے فرمائیں گے "کیا تم کو میری ملاقات کا شوق تھا؟" بندے اثبات (ہاں) میں جواب دیں گے۔ دریافت فرمایا جائے گا۔ "میری ملاقات کا شوق کس لئے تھا؟"

بندے عرض کریں گے:۔
رَجَوْنَا مَغْفِرَتَكَ وَرَحْمَتَكَ
الٰہی! ہمیں تیری رحمت اور مغفرت کی امید تھی۔ ہم تجھ سے اچھا گمان کرتے تھے۔

ارشاد ہوگا میں نے اپنی رحمت ومغفرت تمہارے لئے واجب کر دی ——— غور فرمایا؟ اسلام مستقبل کی تاریخ بیان کر رہا ہے ——— تاریخ ماضی کی باتیں بیان کرتی ہے۔ لیکن شریعت محمدیہ آپ کو موت کے بعد پیش آنے والے واقعات بتا کر آخرت کے لئے تیار کرتی ہے۔

محترم حضرات! یقین جانئے اگر عاقبت، جزا و سزا اور لقائے الٰہی کا شوق ہر لمحہ ہمارے پیش نظر رہے تو لازمی بات ہے کہ ہم اس دنیوی زندگی میں راست بازی اور اعتدال کی راہ پر قائم رہیں گے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگی قرآنی اصولوں میں ڈھالیں تاکہ اس کا نتیجہ نہایت خوشگوار ہو۔ اور ہم دونوں جہان میں کامیاب ہوں۔

یاد رکھئے! جس شخص کو اپنے اعمال کی جوابدہی، حساب کتاب اور بدلہ پر یقین نہ ہوگا وہ اپنے اعمال کبھی درست نہ کر سکے گا۔ اور جب اعمال درست نہ ہوں گے تو اصحاب تقویٰ میں کیونکر شریک ہو سکے گا ———

## پس

یہی لوگ (اصحاب تقویٰ) اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اس آیت میں اصحاب تقویٰ کو خوشخبری دی گئی ہے —— ارشاد ربانی ہے۔ کہ یہی متقی لوگ اپنے رب کی حقیقی ہدایت پر ہیں۔ اور یہی لوگ دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب و بامراد ہوں گے

آئیے! ہم بھی قرآن پاک کے سانچہ میں اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اور ان احکام کے مطابق زندگی گزاریں جو ایک امی اور مکہ کے در یتیم نے بطحا کی کنکریوں پر بیٹھ کر ہمارے سپرد کئے ——— اگر ہم ایسا کر سکے اور ہم نے مذکورہ بالا صفات تقویٰ کو اوڑھنا، بچھونا بنا لیا تو یہ کامیابی کا وعدہ یقیناً ہمارے حق میں بھی پورا ہو سکتا ہے۔

اللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

## انتقال پُر ملال

مبلغ اسلام مولانا پیر قطبی شاہ صاحب ملتانی سہروردی ۱ر محرم بروز سوموار بمقام لالیاں انتقال فرما گئے ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحوم عالم باعمل اور تبلیغ اسلام کے شیدائی تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ مرحوم کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں۔ آمین!

(غلام محمد فاروقی، پنڈی بھٹیاں)

# تعارف و تبصرہ

نور محمد انور

نام کتاب ۔ اسلامی کردار
تصنیف ۔ قاری نور الحق صاحب قریشی
ضخامت ۱۴۴ صفحات، کاغذ سفید ٹائیٹل خوبصورت لکھائی چھپائی اعلیٰ
قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک
ناشر ۔ علمی کتاب خانہ اُردو بازار لاہور

انسان کو اوصاف حمیدہ کا خوگر بننے کے لئے چاہیے کہ سب سے پہلے وہ اپنے آپ کو اسلامی عادات و اطوار اور اسلامی کردار کے سانچے میں ڈالے جب تک اسلامی کردار کی جھلک انسان میں نظر نہ آئے گی وہ دارین کی سعادتوں سے محروم رہے گا اس کتاب میں مصنف نے انہی مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔

فرشتوں کا سجدہ کرنا، طوفانِ نوح، حضرت ایوبؑ کی بیماری باپ بیٹے کی عید، قوم اسرائیل کی سربراہی، معراج انسانیت، یتیم کی عید، واقعۂ بدر کی اہمیت، واقعہ ہجرت کی حکمت، حضرت عمرؓ کا قبول اسلام، بیعت رضوان، ضربِ حیدرؓ کا ایک اہم واقعہ، غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم اور محبت پدری کے لازوال نمونے جیسے موضوعات پر مصنف نے سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالےٰ مصنف کی سعی کو مقبول فرمائے

# متحدہ اسلامی محاذ کا کنونشن

- مغربی پاکستان کے سینکڑوں اہل علم کا اجتماع
- مذہبی انارکی کے خلاف مشترکہ جدوجہد

جناب شیخ حسام الدین صاحب کی صدارت میں متحدہ اسلامی محاذ کی میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ۲۸، ۲۹ مئی ۱۹۶۶ء کو مدرسہ عزیز الاسلام، گوالمنڈی، لاہور میں مغربی پاکستان کی دینی جماعتوں اور بلند پایہ مذہبی شخصیتوں کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد کیا جائے چنانچہ اس مقصد کے لئے قریباً تین صد دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ جمیعۃ علمائے اسلام، مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت، تنظیم اہل سنت تنظیم قراء، جمیعۃ اہل حدیث وغیرہ کے حضرات کی بڑے پیمانہ پر شرکت کا یقین ہے۔

## ایجنڈا حسب ذیل ہے

(۱) عائلی قوانین (۲) خاندانی منصوبہ بندی (۳) مغربی تہذیب کے گندے انڈے (۴) محکمہ اوقاف کا طریق کار اور خطباء کے خلاف اقدامات (۵) علمائے حق اور حکومت پاکستان (۶) عیسائیت اور فرق باطلہ کے جارحانہ حملے (۷) اسلامی اقدامات حکومت کی بے اعتنائی اور بے دینی کی سرپرستی (۸) حکومت کی تعلیمی پالیسی (۹) حکومت کی داخلہ سیاست اور اسلام۔

تمام مدعوین حضرات سے التماس ہے کہ اسلامی ضرورت اور وقت کی نزاکت کے پیش نظر اجلاس میں ضرور شرکت فرمائیں، مندوبین کے لئے لازم ہے کہ وہ مطبوعہ دعوت نامے ہمراہ لائیں۔

(مولانا) محمد اجمل
ناظم متحدہ اسلامی محاذ، مغربی پاکستان

# بقیہ سیرتِ عائشہؓ

ہیں جب کہ حال ہی میں ہم نے اسلامی جہاد کیا ہے اور ایک کافر حملہ آور کو بری بحری اور فضائی محاذات پہ شکست دی۔

ہمارے علمائے کرام کے فتاویٰ بھی یہی ہیں کہ یہ اسلامی جہاد ہے، اور جاری رہے گا۔ مجھے آپ سے رخصت ہوتے وقت درد و کرب سے یہ پوچھنا ہے کہ ہمارے یہ اولی الامر" کب تک اپنی نجی اور قومی زندگیوں کو اسلامی سطح پہ لانے کی کوشش فرمائیں گے۔ اور کب تک "قومی دفاعی فنڈ" کے نام پہ فلمی ستاروں سے مخلوط میچ کروا کر اپنے، اسلام کے چہرے کو بدنما کرتے رہیں گے۔ اور کب تک اسلام کا پردہ ڈال کر غیر اسلامی حرکات کی سرپرستی فرماتے رہینگے۔

اور آخر وہ وقت کب آئے گا کہ جب اس ملک میں اسلامی قدروں کی نگہداشت کی جائے گی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

# علماء دین کے خلاف حکومت کے تازہ اقدامات ناقابل برداشت ہیں

(مولانا غلام غوث ہزاروی)

یہ بات واضح ہوتی جا رہی ہے کہ محکمہ اوقاف منبر و محراب کو اپنے منشاء کا پابند بنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حکومت نے راولپنڈی کے مولانا غلام اللہ خاں کو شہر بدر اور خطابت سے برطرف کیا اور لاہور کے مولانا غلام مرشد صاحب کو چہل سالہ خطابت کے بعد یکدم موقوف کر دیا۔ مؤخر الذکر سے بہت سے مسائل میں علماء کو اختلاف ہے اور مولانا غلام اللہ خاں کی پارٹی سے علماء دیوبند کو بہت سے مسائل میں شدید اختلاف ہے مگر باوجود اس کے جمعیۃ علماء اسلام حکومت یا محکمہ اوقاف کو ایسا حق دینے کے لئے تیار نہیں ہے اور یہ طرز عمل حکومت کے حق میں کسی طرح اچھے نتائج نہیں پیدا کر سکتا اور اگر محکمہ اوقاف فرقہ واریت کا شکار ہو گیا ہے یا حکومت اپنے خلاف کسی تنقید کو برداشت نہیں کر سکتی تو صفائی سے اس کا اعلان کر دے تاکہ ملک کے مذہبی طبقات اس صورت حال پر غور کر سکیں۔ حکومت کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اپوزیشن پارٹیوں کے پروپیگنڈوں سے ایک سال میں حکومت اتنی بدنام نہیں ہوئی جتنی جمعیۃ علمائے اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں کے معزز ارکان مولانا عبدالسلام مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی، مولانا عبدالحق صاحب کو ضلع بدر کرنے اور دیگر علماء کے خلاف اقدامات سے ہوئی ہے۔ ہم پُر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت ان اقدامات کو واپس لے کر عوامی اضطراب کو دور کرے ورنہ اس طرزِ عمل کے نتائج کی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔

بچوں کا صفحہ

# رحمٰن کے بندے

چوہدری محمد اکرم، لائلپور

## رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو:۔

۱۔ جب چلتے ہیں زمین پر تو چلتے ہیں آہستہ آہستہ اور آرام سے۔ (فرقان ۶۳)

۲۔ وہ رات گذارتے ہیں اپنے رب کی خاطر سجدے کر کر اور کھڑے رہ کر (فرقان ۶۴)

۳۔ وہ دعا مانگتے ہیں کہ خدا اُن سے جہنم کا عذاب پھیر دے۔ (فرقان ۶۵)

۴۔ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو بے جا خرچ نہیں کرتے اور نہ تنگی سے خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ وہ خرچ کرتے ہیں بین بین۔ (فرقان ۶۶)

۵۔ وہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو عبادت کے لائق نہیں سمجھتے۔ (فرقان ۶۷)

۶۔ وہ کسی حرام جی کو نہیں مارتے جب تک کہ اُس کے مارنے کا جواز نہ ہو۔ (〃)

۷۔ اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔ (〃)

۸۔ وہ جھوٹی گواہی بالکل نہیں دیتے۔ (فرقان ۷۲)

۹۔ اور جب وہ گذرتے ہیں کسی بیہودہ کے پاس سے تو گذرتے ہیں بزرگانہ۔ (فرقان ۷۲)

۱۰۔ جب ان کو اللہ تعالےٰ کے احکام کی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر تول ماپ کر ایمان لاتے ہیں اندھے اور بہرے ہو کر اس کو قبول نہیں کر لیتے۔ (فرقان ۷۳)

۱۱۔ وہ دعا کرتے ہیں کہ خدا اُن کی اولاد اور بیویوں کو اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔ (فرقان ۷۴)

۱۲۔ وہ یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو پرہیزگاروں کا امام بنا دے۔

## محسن وہ ہیں جو:۔

۱۔ خرچ کرتے ہیں امیری میں بھی اور تنگی کے وقت بھی اللہ کی راہ میں۔ (آل عمران ۱۳۴)

۲۔ پی جاتے ہیں غصہ اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اللہ دوست رکھتا ہے محسنوں کو۔

۳۔ عبادت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ (نساء ۳۶)

۴۔ وہ لوگ جو احسان کرتے ہیں ماں باپ پر، قرابت والوں پر، یتیموں، مسکینوں پر ہمسایوں قرابت والوں اور ہمسایوں اجنبیوں پر یا ان پر جن کے مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ اُن کے۔

## پاکباز اور متقی وہ ہیں جو:۔

یہ کتاب ہے اُن متقی لوگوں کے لئے۔ (بقرہ ۲)

۱۔ غائب پر ایمان لاتے ہیں۔ (بقرہ ۳)

۲۔ نماز قائم کرتے ہیں۔

۳۔ خدا نے دیا ہے اُس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

۴۔ ایمان لاتے ہیں قرآن مجید پر اور ان کتابوں پر جو پہلے اتر چکی ہیں۔ (بقرہ ۴)

۵۔ اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔

۶۔ پاکبازی کریں اس حالت میں جبکہ وہ نکاح نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ اللہ تعالےٰ ان کی حاجت روائی کا سامان نہ کر دے۔ (نور ۳۳)

۷۔ بے شک اللہ تعالےٰ کے ہاں تقویٰ ہی کسی آدمی کی بزرگی کی نشانی ہے۔ (حجرات ۱۳)

---

# قرآن کا چیلنج

ابوالریاض محمد امین۔ بورسٹل بہاولپور

جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پیش کیا۔ تو کفار نے اعتراض کیا۔ کہ یہ تو انسانی کلام ہے۔ کلام الٰہی نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے خود بناتے ہیں۔ کفار کے اس اعتراض کا جواب خود قرآن نے دیا ہے۔ کہ اگر تمہیں اس کلام کے بارہ میں شک ہو کہ کلام الٰہی نہیں ہے بلکہ انسانی کلام ہے تو تم سب اہل عرب جو اپنے بڑے فصیح و بلیغ، جو اتنے بڑے ادیب و شاعر کہلواتے ہو۔ ایسی کلام بنا کر تو دکھاؤ۔ مزید فرمایا۔ کہ ایک کیا سارے عرب کے شعراء و ادباء اکھٹے ہو کر ایسی کلام لکھنے کی کوشش کرو بھی تو تم نہ بنا سکو گے

ایک دوسری جگہ یوں فرمایا۔ کہ اگر زمین و آسمان کے انسان اور جن مع اپنے مزید مددگاروں کے ایسی کلام بنانا چاہیں تو ہرگز نہیں بنا سکیں گے۔ پس اگر تم ایسا نہ کر سکو تو اس قرآن کو کیوں جھٹلاتے ہو۔ کیوں اس پر ایمان نہیں لاتے۔ کیوں میرے محبوب کا کہا نہیں مانتے۔ پھر بھی اگر تمہارا یہی حال ہے۔ تو دوزخ کی اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہے۔ اور وہ دوزخ منکرین کے لئے تیار کی گئی ہے۔

قرآن کا یہ چیلنج آج بھی موجود ہے۔ ایسی کلام نہ کوئی بنا سکا نہ بنا سکے گا۔ یہ کلام ایسی شیریں اور لذیذ ہے۔ کہ جتنی بار پڑھو نئی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس میں کلام کے ممتاز ہونے کے سارے انداز موجود ہیں۔ ذرا غور کی ضرورت ہے ویسے تو بہتوں نے ایسے کلام بنانے کی کوشش کی مگر ہمیشہ منہ کی کھائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت علیؓ نے قرآن کی ایک مختصر سورت کوثر لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دی۔ یہ ایک چیلنج تھا تاکہ ایسی کلام کوئی تو پیش کرے۔ چنانچہ سارے عرب کے ادیب و شعراء عالم و فاضل اکٹھے ہوئے اور مجبور ہو کر سورت کے آگے آخر میں یہ لکھ گئے کہ "ما ھذا کلام البشر"

سورۃ کوثر یہ ہے:۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝ (ماھذا کلام البشر)

یہ اُن کے الفاظ ہیں جو گھٹنے ٹیک گئے۔

پیارے بچو! ہمیں ایسی کلام پاک کو پڑھتے رہنا چاہئے۔ اور ترجمہ سے مطلب سمجھنے کی کوشش جاری رکھنی چاہئے۔ ساتھ ہی عمل کی توفیق بھی خدا سے مانگتے رہنا چاہئے۔ میری بھی دعا ہے۔

---

ٹیلیفون ٦٧٥٢٥

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

# The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ٦٠٤٧

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱٦٣٢١ مورخہ ٣ر مئی ١٩٥٦ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ٢٣٧-٢٨١ مورخہ ۲ر ستمبر ١٩٥٦ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ٣٩/٩/٧٦٧-٢-٩ DD مورخہ ٢٤- اگست ١٩٦٤ء



فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا